بسم اللہ الرحمن الرحیم

ترک رفع الیدین

جمع وترتیب

مولانا محمد رضوان عزیز صاحب حفظہ اللہ

مرکزی مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

مسؤول شعبہ

مدرسہ عربیہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر

Cell =0332-4000744=Ikrash313@gmail.com

مسئلہ ترک رفع الیدین فی الصلوۃ

مذہب اہل السنت والجماعت احناف:

نماز پنجگانہ شروع کرتے وقت صرف تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین کیا جائے، اس کے علاوہ باقی پوری نماز میں نہ کیا جائے۔ رکوع کو جاتے ہوئے اور رکوع سے سر اٹھاتے ہوئے رفع یدین کرنا خلاف سنت ہے۔

(بدائع الصنائع ج1 ص208 فَصْلٌ وَأَمَّا سُنَنُهَا فَكَثِيرَةٌ، فتاوی عالمگیری ج1 ص72 الْفَصْلُ الثَّالِثُ فِي سُنَنِ الصَّلَاةِ وَآدَابِهَا وَكَيْفِيَّتِهَا)

مذہب غیر مقلدین:

نماز شروع کرتے وقت تکبیر تحریمہ کے وقت، رکوع کو جاتے ہوئے اور رکوع سے سر اٹھاتے ہوئے اور تیسری رکعت کے شروع میں رفع یدین کرنا فرض یا واجب ہے۔

(رفع یدین فرض ہے از مسعود احمد غیر مقلد، فتاوی رفیقیہ از محمد رفیق پسروری حصہ چہارم ص153، مسئلہ رفع یدین از پروفیسر عبد اللہ، اثبات رفع یدین از خالد گھرجاکھی، نور العینین از زبیر علی زئی)

دلائل اہل السنۃ والجماعۃ احناف

قرآن مع التفسیر

قال اللہ تعالیٰ: قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ ۔ الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ (المومنون:2،1)

تفسیر نمبر1:

قال الامام ابو طاہرمحمد بن یعقوب الفیروزآبادی: اخبرنا عبد اللہ الثقۃ ابن المامور الھروی قال اخبرنا ابی قال اخبرنا ابو عبد اللہ قال اخبرنا ابو عبید اللہ محمود بن محمد الرازی قال اخبرنا عمار بن عبد المجید الھروی قال اخبرنا علي بن إسحاق السمرقندي عن محمد بن مروان عن الكلبي عن أبي صالح عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال : { الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ}مخبتون متواضعون لایلتفتون یمینا ولاشمالا ولا یرفعون ایدیھم فی الصلاۃ .

(تفسیر ابن عباس ص212)

اعتراض:

غیر مقلدین کہتے ہیں کہ تفسیر ابن عباس کی سند میں محمد بن مروان السدی، محمد بن سائب الکلبی اور ابو صالح باذام سخت ضعیف ہیں۔

جواب:

ایسا ممکن ہے کہ ایک آدمی ایک فن میں ماہر اور ثقہ نہ ہو لیکن دوسرے فن کا امام ہو۔ محدثین نے بھی یہی اصول بیان کیا ہے کہ بعض ائمہ فن حدیث میں تو نا قابل اعتبار ہیں لیکن فن تفسیر میں ان کی روایات حجت ہوتی ہیں۔ مثلاً۔۔۔

قال الامام البیہقی : قال یحیی بن سعید یعنی القطان تساھلوا فی التفسیر عن قوم لایوثقونھم فی الحدیث ثم ذکر لیث بن ابی سلیم و جُوَیْبِرِ بن سعید والضحاک ومحمد بن السائب یعنی الکلبی وقال ھولاء لایحمد حدیثھم ویکتب التفسیر عنھم۔ (دلائل النبوۃ للبیہقی ج1ص33،میزان الاعتدال للذہبی ج1ص391فی ترجمۃ جویبر بن سعید، التھذیب لابن حجر ج1ص398ترجمۃ جویبر بن سعید)

مذکورہ رواۃ کا تذکرہ ائمہ نے مفسرین کے طور پر کیا ہے لہذا اصولی طور ان کی تفسیری روایات مقبول اور حجت ہیں، رہا ان پر کلام تو وہ

فن حدیث کے بارے میں ہے۔ ائمہ کرام کی تصریحات ان رواۃ کے بارے میں ملاحظہ ہوں۔

محمد بن مروان السدی:

1:قال الامام أبو محمد محمود بن أحمد الغيتابى: وصاحب التفسير، محمد بن مروان الكوفى وهو أيضًا يعرف بالسدى

(مغانی الأخیار فی شرح أسامی رجال معانی الآثار أبی محمد للغیتابی ج5 ص429)

2: قال الحافظ ابن حجر العسقلاني : محمد بن مروان بن عبد الله بن إسماعيل الكوفي السدي الصغير صاحب التفسير عن محمد بن السائب الكلبي۔(لسان المیزان لابن حجر ج7 ص375)

3: قال الامام عبد الحي بن أحمد العكري الدمشقي: محمد بن مروان السدي الصغير الكوفي المفسر صاحب الكلبي

(شذرات الذھب لعبد الحي العكري ج1 ص318)

محمد بن السائب الکلبی:

1: قال الامام ابن عدی : [محمد بن سائب الکلبی] وهو رجل معروف بالتفسير --- وحدث عن الكلبي الثوري وشعبة --- ورضوه بالتفسير (الکامل لابن عدی ج6 ص2132)

2:قال الذهبی: محمد بن السائب الكلبى، أبو النضر الكوفى المفسر النسابة الاخباري.(میزان الاعتدال ج3 ص556)

3: قال الحافظ ابن حجر العسقلاني : وهو معروف بالتفسير وليس لاحد أطول من تفسيره وحدث عنه ثقات من الناس ورضوه في التفسير .(تھذیب التھذیب ج9 ص157)

ابو صالح باذام:

1: قال العجلي: باذام أبو صالح روى عنه إسماعيل بن أبي خالد في التفسير ثقة وهو مولى أم هانئ۔(معرفۃ الثقات للعجلی ج1 ص242)

2: قال يحيى بن سعيد: لم ار احدا من اصحابنا ترك ابا صالح مولى ام هانئ لاشعبة ولا زائدة.(الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم:ج1 ص135)

لہذا ان رواۃ پر اعتراض باطل ہے۔

تفسیر نمبر2:

قال الحسن البصری رحمہ اللہ: خاشعون الذین لایرفعون ایدیہم فی الصلوۃ الا فی التکبیرۃ الاولیٰ۔ (تفسیر السمرقندی ج2 ص408)

احادیث مبارکہ:

احادیث مرفوعہ:

دلیل نمبر1:

قال الامام الدارقطني م385ھ : [رَوى عَبد الرَّحِيم بن سُلَيمان عَن أَبِي بَكرٍ النَّهشَلِيِّ عَن عاصِمِ بنِ كُلَيبٍ ، عَن أَبِيهِ] عَن عَلِيٍّ ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى الله عَلَيه وسَلم : أَنَّهُ كان يَرفَعُ يَدَيهِ فِي أَوَّلِ الصَّلاَةِ ثُمَّ لا يَعُودُ.
اسناده صحيح ورواته ثقاة

(کتاب العلل للدارقطنی ج4 ص106 سوال457)

اعتراض:

یہ روایت مرفوع نہیں ہے۔ امام دارقطنی نے فرمایا : وَخالَفَهُ [عَبدَ الرَّحِيمِ بن سُلَيمان] جَماعَةٌ مِن الثِّقاتِ --- فَرَووهُ عَن أَبِي بَكرٍ النَّهشَلِيِّ مَوقُوفًا عَلَى عَلِيٍّ. (کتاب العلل للدارقطنی ج4 ص106 سوال457)

جواب نمبر1:

اس حدیث کو مرفوع بیان کرنے والے امام عبد الرحیم بن سلیمان ہیں۔ آپ صحیحین کے ثقہ بالاجماع راوی ہیں۔ ان کا اس روایت کو مرفوع بیان کرنا ایک زیادت ہے اور جمہور فقہاء و محدثین کے نزدیک ثقہ کی زیادتی مقبول ہے؛

1:والزیادۃ مقبولۃ،(صحیح البخاری ج1ص201 باب العشر فیما یسقی من ماء السماء والماء الجاری)

2:أن الزیادۃ من الثقۃ مقبولۃ(المستدرک علی الصحیحین للحاکم ج1ص307 کتاب العلم)

جواب نمبر2:

اگر حدیث کے موقوف اور مرفوع ہونے میں اختلاف ہو جائے تو فقہاء اور محدثین خصوصا امام بخاری اور امام مسلم رحمہا اللہ کے نزدیک حدیث مرفوع قرار دی جاتی ہے۔

قال الامام النووی: والصحیح طریقۃ الاصولیین والفقہاء و البخاری ومسلم محققی المحدثین انہ یحکم بالرفع والاتصال لانہا زیادۃ ثقۃ (**شرح مسلم للنووی ج1ص282،256**)

لہذا اس حدیث علی رضی اللہ عنہ پر یہ اعتراض باطل ہے۔

دلیل نمبر2:

روی الامام الحافظ المحدث أحمد بن شعیب أبو عبد الرحمن النسائي م303ھ:قال أخبرنا سوید بن نصر حدثنا عبد اللہ بن المبارک عن سفیان عن عاصم بن کلیب عن عبد الرحمن بن الأسود عن علقمۃ عن عبد اللہ قال ألا أخبرکم بصلاۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم قال : فقام فرفع یدیہ أول مرۃ ثم لم یعد

تحقیق السند: اسنادہ صحیح علی شرط البخاری ومسلم

(سنن النسائی ج1ص158باب ترک ذلک،السنن الکبری للنسائی ج1ص351،350،رقم1099باب ترک ذالک)

دلیل نمبر3:

روی الامام الحافظ المحدث أحمد بن شعیب أبو عبد الرحمن النسائي م303ھ: قال اخبرنا محمود بن غیلان المروزی حدثنا وکیع حدثنا سفیان عن عاصم بن کلیب عن عبدالرحمن بن الاسود عن علقمۃ عن عبداللہ انہ قال الا اصلی بکم صلوۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فصلی فلم یرفع یدیہ الامرۃ واحدۃ،

تحقیق السند: اسنادہ صحیح علی شرط البخاری ومسلم

(سنن النسائی ج1ص162،161باب الرخصۃ فی ترک ذلک،السنن الکبری للنسائی ص221رقم645باب الرخصۃ فی ترک ذلک)

دلیل نمبر4:

روی الامام أبو عیسی محمد بن عیسی الترمذي م 279ھ قال :حدثنا ھناد نا وکیع عن سفیان عن عاصم بن کلیب عن عبدالرحمن بن الاسود عن علقمۃ قال قال عبداللہ بن مسعو د رضی اللہ عنہ الا اصلی بکم صلوۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فصلی فلم یرفع یدیہ الا فی او ل مرۃ

قال [ابوعیسی] وفی الباب عن البراء بن عازب

قال ابوعیسی حدیث ابن مسعودرضی اللہ عنہ،حدیث حسن وبہ یقول غیر واحد من اہل العلم من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم والتابعین وھو قول سفیان [الثوری] واہل الکوفۃ ۔

تحقیق السند: اسنادہ صحیح علی شرط البخاری ومسلم تغلیباً

(جامع الترمذی ج1ص59باب رفع الیدین عند الرکوع)

وفی نسخۃ الشیخ صالح بن عبد العزیز ص1663 باب ماجاء ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لم یرفع الا فی اول مرۃ رقم الحدیث 257 ، مختصر الاحکام للطوسی ص109رقم 218طبع مکۃ مکرمۃ ،سنن ابی داود ج1ص116باب من لم یذکرالرفع عندالرکوع

محمد رضوان عزیز

اعتراض نمبر 1 :

غیر مقلدین کہتے ہیں کہ حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ ثابت نہیں ہے کیونکہ اس کے بارے میں امام عبد اللہ بن مبارک نے فرمایا:

قد ثبت حديث من يرفع يديه وذكر حديث الزهري عن سالم عن أبيه ولم يثبت حديث ابن مسعود أن النبي صلى الله عليه و سلم لم يرفع [يديه] إلا في أول مرة (جامع الترمذی ج1 ص59 باب رفع الیدین عند الرکوع)

کہ یہ حدیث ثابت نہیں۔

جواب نمبر 1:

حدیث ابن مسعود کے تمام روات ثقہ ہیں اور اس کے بارے میں امام عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ کی یہ جرح غیر مفسر اور غیر مبین السبب ہے۔ اصول حدیث کے اعتبار سے ایسی جرح قابل قبول نہیں۔

1: لا یقبل الجرح الا مفسرا (الکفایہ فی علم الروایہ للخطیب ص:101)

2: إذا كان الجرح غير مفسر السبب فأنه لا يعمل به (صیانۃ صحیح مسلم لابن الصلاح ص96)

3:ولا يقال إن الجرح مقدم على التعديل لأن ذلك فيما إذا كان الجرح ثابتا مفسر السبب وإلا فلا يقبل الجرح إذا لم يكن كذلك

(توجیہ النظر إلی أصول الأثر لطاہر الجزائري ج2 ص550)

جواب نمبر 2:

حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ مختلف الفاظ سے مروی ہے۔

1: عن عبد الله قال ألا أخبركم بصلاة رسول الله صلى الله عليه و سلم قال : فقام فرفع يديه أول مرة ثم لم يعد ،

(سنن النسائی ج1 ص158 باب ترک ذلک)

2: قال عبداللہ بن مسعو د رضی اللہ عنہ الا اصلی بکم صلوۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فصلی فلم یرفع یدیہ الا فی او ل مرۃ

(جامع الترمذی ج1 ص59 باب رفع الیدین عند الرکوع)

3: عن عبد الله عن النبي صلى الله عليه و سلم : أنه كان يرفع يديه في أول تكبيرة ثم لا يعود

(سنن الطحاوی ج1 ص162 باب التکبیر للرکوع والتکبیر للسجود والرفع من الرکوع)

حدیث کے وہ الفاظ جو امام ابن مبارک کی جرح میں مذکور ہیں وہ سنن طحاوی کی روایت سے ملتے جلتے ہیں، باقی روایات سے اس جرح کا کوئی تعلق نہیں۔ رہی یہ جرح تو اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ امام ابن مبارک نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی جس حدیث کو روایت کیا ہے اس میں یہ ذکر ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے نماز کا نقشہ لوگوں کو پڑھ کر دکھایا، لیکن سنن طحاوی میں نماز کا نقشہ نہیں صرف زبانی بیان کیا گیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پہلی مرتبہ رفع یدین کرتے تھے بعد میں نہیں کرتے تھے۔ چونکہ ابن مبارک رحمہ اللہ نے یہ روایت اس طرح سنی تھی (یعنی ابن مسعود کے عمل کے ساتھ) اس لیے اس حدیث پر اعتراض کر دیا جو حضرت ابن مسعود رضی اللہ سے قولا مروی ہے۔ حقیقتا دیکھا جائے تو یہ اعتراض بنتا نہیں۔ کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز پڑھ کر دکھانے اور اس کو زبانی بیان کرنے میں کوئی تضاد نہیں، اس لیے کہ راوی ایک مرتبہ حدیث کو عملا بیان کرتا ہے اور دوسری مرتبہ قولا بیان کرتا ہے، یہ حدیث کے غیر ثابت ہونے کی دلیل نہیں۔

جواب نمبر 3:

بالفرض یہ جرح اگر فعلی روایت پر ہو تو ہم کہتے ہیں کہ امام عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے اس اعتراض کو نقل کرنے والے ان کے شاگرد

سفیان بن عبد الملک المروزی ہیں۔ (جامع الترمذی ج1 ص59 باب رفع الیدین عند الرکوع)

اور یہ آپ کے بڑے شاگردوں میں سے ہیں جیسا کہ علامہ ابن حجر رحمہ اللہ نے تصریح کی ہے:

من کبار اصحاب ابن المبارک (تقریب التہذیب لابن حجر ص:278)

لیکن ان کے ایک اور شاگرد سوید بن نصر المروزی نے اسی حدیث کو آپ ہی سے بلا اعتراض نقل کیا ہے۔ (سنن النسائی ج1 ص158 باب ترک ذلک)

اور یہ آپ کے آخری عمر کے شاگرد ہیں جیسا کہ علامہ ابن حجر رحمہ اللہ نے تصریح کی ہے:

کان راویة ابن المبارک (تہذیب التہذیب لابن حجر ج:3، ص:110)

معلوم ہوا کہ یہ اشکال آپ کو اول عمر میں تھا جسے آپ نے اپنے قدیمی شاگردوں کو نقل کرایا تھا لیکن آخر عمر میں جب آپ نے امام سفیان ثوری رحمہ اللہ سے یہ روایت سنی تو اپنے صغیر شاگرد سوید بن نصر المروزی کو بلا اعتراض املاء کرائی جیسا کہ سنن النسائی (ج:1 ص:157) میں یہ حدیث بلا اعتراض موجود ہے معلوم ہوا کہ آپ نے اس اعتراض سے رجوع فرما لیا تھا۔

جواب نمبر 4:

اس حدیث کو بے شمار فقہاء اور محدثین نے صحیح اور حسن قرار دیا ہے۔

امام ترمذی م 279ھ: حسن۔۔ وفی نسخة: حسن صحیح (جامع الترمذی ج1 ص159، شرح سنن ابی داود ج2 ص346)

امام الدار قطنی م385ھ:اسناده صحیح (کتاب العلل للدار قطنی ج5 ص172 سوال804)

امام ابن حزم م 456ھ: صَحَّ خَبَرُ ابْنِ مَسْعُودٍ (المحلی بالآثار ج2 ص578)

امام ابن القطان الفاسی م 628ھ: والحديث عندي - لعدالة رواته - أقرب إلى الصحة (بیان الوہم والایہام للفاسی ج5 ص367)

امام زیلعی م 762ھ: و الرجوع الی صحة الحديث لوروده عن الثقات (نصب الرایة للزیلعی ج1 ص396)

امام العینی م855ھ: قد صح (شرح سنن ابی داود ج2 ص346)

امام انور شاه الکشمیری م 1350ھ: رواه الثلاثة و هو حديث صحيح۔ (نیل الفرقدین ص56)

حتی کہ مشہور غیر مقلدین نے بھی اس کے صحیح ہونے کی تصریح کی ہے:

احمد شاکر المصری غیر مقلد: الحق انه حديث صحيح و اسناده صحيح على شرط مسلم (شرح الترمذی ج2 ص43)

ناصر الدین البانی :والحق انه حديث صحيح و اسناده صحيح على شرط مسلم (مشکوۃ المصابیح بتحقیق الالبانی ج1 ص254)

لہذا حدیث بالکل صحیح اور ثابت ہے۔

اعتراض نمبر 2:

حدیث ابن مسعود صحیح نہیں ہے کیونکہ اس پر امام ابو داود نے اعتراض کیا ہے: قال ابوداود: هذا حديث مختصر من حديث طويل وليس هو بصحيح على هذا اللفظ (ابو داود ص117 باب من لم یذکر الرفع عند الرکوع رقم الحدیث 748 طبع دار لسلام)

جواب نمبر 1:

سنن ابی داؤد کے کئی نسخے ہیں جن میں سے پانچ بہت مشہور ہیں۔

1: نسخہ ابو علی اللولوی۔۔۔ (مکتبہ امدادیہ پاکستان) اور یہ نسخہ امام ابو داود کی وفات والے سال کا ہے اور تمام نسخوں میں سے سب سے زیادہ صحیح ہے، جیسا کہ محشی سنن ابی داود نے تصریح کی ہے:

الامام الحافظ ابوعلی محمد بن احمد بن عمرو اللووی البصری روی عن ابی داود ھذا السنن فی المحرم سنۃ خمس وسبعین وماتین وروایتہ من اصح الروایات لانھا من آخر ما املی ابو داود وعلیھا مات (حاشیہ ابی داود ج1 ص2)

اس نسخہ میں یہ اعتراض موجود نہیں ہے۔

2: نسخہ ابن داسۃ۔۔۔ یہ نسخہ امام ابو سلیمان خطابی نے خود ابو بکر بن داسہ سے روایت کیا ہے اور اس کی شرح معالم السنن کے نام سے لکھی ہے جو کہ مطبوع ہے۔ یہ اعتراض اس نسخہ میں بھی موجود نہیں ہے۔

3: نسخہ ابو عیسی الرملی۔۔۔ یہ نسخہ ابن داسہ کے نسخہ سے ملتا جلتا ہے جیسا کہ أبو المنذر خالد بن إبراهيم المصري نے تصریح کی ہے:

ورواية ابن داسة أكمل الروايات، ورواية الرملي تقاربها (مقدمۃ التحقیق شرح سنن ابی داود للعینی ج1 ص33)

جب نسخہ داسہ میں یہ اعتراض نہیں ہے تو نسخہ رملی میں بھی نہ ہو گا۔

4: نسخہ ابن الاعرابی۔۔۔ یہ نسخہ نامکمل ہے، بہت سی کتب اس میں نہیں ہیں۔

قال أبو المنذر خالد بن إبراهيم المصرى: رواية ابن الأعرابي يسقط منها كتاب الفتن والملاحم والحروف والخاتم ونحو النصف من كتاب اللباس وفاته أيضاً من كتاب الوضوء والصلاة والنكاح أوراق كثيرة. (مقدمۃ التحقیق شرح سنن ابی داود للعینی ج1 ص33)

5: نسخہ ابن العبد۔۔۔ ان کا نام ابو الحسن ابن العبد الانصاری ہے۔ یہ بھی سنن کا ایک نسخہ روایت کرتے ہیں۔ (تہذیب التہذیب ج3 ص9)

مندرجہ بالا پانچ نسخوں میں سے یہ اعتراض صرف نسخہ ابن العبد میں ہے جیسا کہ امام مغلطائی نے تصریح کی ہے:

اعترض على هذا بما ذكره أبو داود في رواية ابن العبد قال: هذا حديث مختصر من حديثه، وليس بصحيح على هذا اللفظ. (شرح سنن ابن ماجہ للمغلطائی ج ص1467)

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ یہ اعتراض امام ابو داود کو اول عمر میں تھا جسے آپ کے شاگرد ابن العبد نے نقل کیا ہے لیکن بعد میں آپ نے اس اعتراض سے رجوع فرمالیا۔ اس لیے باقی نسخوں خصوصا نسخہ ابو علی اللولوی میں (جو وفات والے سال کا نسخہ ہے) یہ اعتراض موجود نہیں ہے۔

جواب نمبر2:

اگر اس جرح کو مان بھی کیا جائے تب بھی یہ مبہم ہے اور مبہم جرح قابل قبول نہیں (جیسا کہ حوالہ جات گزر چکے ہیں)

جواب نمبر3:

امام ابو داود نے زیر بحث حدیث کو جس طویل حدیث کا اختصار قرار دیا ہے وہ جزء رفع الیدین للبخاری میں موجود ہے:

حدثنا الحسن بن الربيع ، حدثنا ابن إدريس ، عن عاصم بن كليب ، عن عبد الرحمن بن الأسود ، حدثنا علقمة أن عبد الله رضي الله عنه قال : « علمنا رسول الله صلى الله عليه وسلم الصلاة : فقام فكبر ورفع يديه ، ثم ركع ، فطبق يديه جعلهما بين ركبتيه فبلغ ذلك سعدا فقال : صدق أخي قد كنا نفعل ذلك في أول الإسلام ثم أمرنا بهذا » . قال البخاري : « وهذا المحفوظ عند أهل النظر من حديث عبد الله بن مسعود (جزء رفع الیدین للبخاری ص292 رقم الحدیث 33)

اگر ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی زیر بحث حدیث کو اس طویل حدیث کا اختصار بھی قرار دیا جائے تو بھی یہ اعتراض وارد نہیں ہوتا، کیونکہ اگر اس مختصر حدیث میں جو الفاظ (لم یعد وغیرہ) ہیں وہ طویل حدیث میں نہیں تو یہ زیادت ثقہ ہے اور ثقہ کی زیادتی مقبول ہے [حوالہ جات گزر چکے ہیں]

محدث کبیر مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لو سلم انہ مختصر من ھذا الحدیث الطویل ففی المختصر زیادۃ لفظ لیس فی الطویل و زیادۃ ثقۃ مقبولۃ عند اہل الحدیث (بذل المجہود ج 2ص22باب من لم یذکر الرفع عند الرکوع)

پس یہ اعتراض درست نہیں اور حدیث صحیح ہے۔

فائدہ : سنن ابی داود کا نسخہ عرب ممالک میں پہلے دار الفکر بیروت بتحقیق عبد الحمید طبع ہوا تھا، اس میں بریکٹ لگا کر اس اعتراض کو لکھا گیا تھا لیکن اس کے بعد دار السلام کے غیر مقلدین نے بریکٹ کو ہٹا کر اسی اعتراض کو متن میں لگا دیا ہے۔

اعتراض نمبر3:

غیر مقلدین خصوصا زبیر علی زئی کہتا ہے کہ حدیث ابن مسعود کی سند میں سفیان ثوری ہے جو کہ غضب کا مدلس ہے اور مدلس کا حکم یہ ہے کہ اس کی صرف وہی روایت قبول کی جائے گی جس میں وہ سماع کی تصریح کرے یا اس کی کوئی معتبر متابعت موجود ہو اور یہاں سماع کی تصریح نہیں ہے، نیز اس روایت میں یہ عاصم بن کلیب سے منفرد بھی ہے، کوئی معتبر متابعت نہیں ہے۔ لہذا یہ سند ضعیف ہے۔(نور العینین: ص118 تا128)

جواب نمبر1:

امام سفیان ثوری بخاری و مسلم کے ثقہ بالاجماع راوی ہیں اور عند الجمہور یہ طبقہ ثانیہ کے مدلس ہیں جیسا کہ ائمہ حضرات نے ان کو طبقہ ثانیہ میں ذکر کیا ہے۔ (جامع التحصیل فی احکام المراسیل لابی سعید العلائی ص113، طبقات المدلسین لابن حجر ص64، التعلیق الامین علی کتاب التبیین لاسماء المدلسین لابن العجمی ص92، جزء منظوم فی اسماء المدلسین لبدیع الدین غیر مقلد ص89)

اور طبقہ ثانیہ کی تدلیس عند المحدثین صحت حدیث کے منافی نہیں ہے۔ پس یہ حدیث صحیح ہے۔

جواب نمبر2:

امام سفیان ثوری اس روایت میں متفرد نہیں بلکہ دیگر ثقات بالاجماع رواۃ نے ان کی متابعت تامہ کر رکھی ہے، مثلاً۔۔۔

1: امام ابو بکر النہشلی (م ت س ق)

وَرَوَاهُ أَبُو بَكرٍ النَّهشَلِيُّ ، عَن عاصِمِ بنِ كُلَيبٍ ، عَن عَبدِ الرَّحمَنِ بنِ الأَسوَدِ ، عَن أَبِيهِ ، وعَلقَمَةَ ، عَن عَبدِ الله.

(کتاب العلل للدارقطنی ج5ص172 سوال804)

2: امام وکیع بن الجراح (ع)

حدثنا عبد الوارث بن سفيان قال حدثنا قاسم بن أصبغ قال حدثنا عبد الله بن أحمد بن حنبل قال حدثني أبي قال حدثنا وكيع عن عاصم بن كليب عن عبد الرحمن بن الأسود عن علقمة قال قال ابن مسعود(التمہید لابن عبد البر ج4ص189)

لہذا تفرد کا اعتراض باطل ہے، اور حدیث ابن مسعود صحیح ہے۔

دلیل نمبر5:

روی الامام ابوبکر اسماعیلی قال حدثنا عبد الله بن صالح بن عبد الله أبو محمد صاحب البخاري صدوق ثبت قال : حدثنا إسحاق بن إبراهيم الْمَرْوَزِيُّ ، حدثنا محمد بن جابر السُّحَيْمِيُّ ، عن حماد ، عن إبراهيم ، عن علقمة ، عن عبد الله ، قال : صليت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم وأبي بكر وعمر ، فلم يرفعوا أيديهم إلا عند افتتاح الصلاة۔

اسناد صحیح ورواتہ ثقاۃ

(کتاب المعجم لابی بکر اسماعیلی ج2ص693، 692رقم154، مسند ابی یعلی ص922رقم5037)

اعتراض:

غیر مقلدین کہتے ہیں کہ اس کی سند میں محمد بن جابر ہیں، ان پر ائمہ نے جرح کی ہے۔ نیز آخر عمر میں ان کا حافظہ خراب ہو گیا تھا اور اختلاط کا شکار بھی تھے۔ ان کی کتابیں ضائع ہو گئیں تھیں اور یہ تلقین کو قبول کرنے لگے تھے۔ لہذا یہ روایت ضعیف ہے۔

جواب:

محمد بن جابر یمانی عند الجمہور ثقہ و صدوق ہیں، درج ذیل ائمہ نے ان کی توثیق و مدح فرمائی ہے:

امام عمرو بن علی الفلاس:

قال الفلاس: صدوق كثير الوهم(شرح سنن ابن ماجة للمغلطاي ج1 ص 435، الجرح و التعديل ج7ص219،)

امام ابو حاتم الرازی:

قال عبد الرحمن بن ابی حاتم الرازي: وسئل ابی عن محمد بن جابر وابن لهيعة فقال محلهما الصدق ومحمد بن جابراحب إلى من ابن لهيعة. (الجرح والتعدیل ج7ص219،220)

ابو زرعہ الرازی:

قال ابن ابی حاتم الرازي: وسمعت أبي وأبا زرعة يقولان من كتب عنه باليمامة وبمكة فهو صدوق (تہذیب التہذیب ج9ص77)

امام نور الدین الہیثمی:

محمد بن جابر السحيمي وفيه كلام كثير وهو صدوق في نفسه صحيح الكتاب ولكنه ساء حفظه (مجمع الزوائد: ج2ص479، ج3ص349)

امام عبد اللہ بن عدی الجرجانی:

قال الامام أبو أحمد عبدالله بن عدي الجرجاني: وعند إسحاق بن أبي إسرائيل عن محمد بن جابر كتاب أحاديث صالحة وكان إسحاق يفضل محمد بن جابر على جماعة شيوخ هم أفضل منه وأوثق وقد روى عن محمد بن جابر كما ذكرت من الكبار أيوب وابن عون وهشام بن حسان والثوري وشعبة وابن عيينة وغيرهم ممن ذكرتهم ولولا أن محمد بن جابر في ذلك المحل لم يرو عنه هؤلاء الذين هو دونهم وقد خالف في أحاديث ومع ما تكلم فيه من تكلم يكتب حديثه (الکامل لابن عدی ج6ص153)

امام ذہبی:

وقال الذهلي لا بأس به (تہذیب التہذیب ج9ص75)

امام ابو الولید:

قال ابو الوليد: نحن نظلم محمد ابن جابر بامتناعنا من التحديث عنه.(تہذیب التہذیب ج9ص78)

لہذا محمد بن جابر یمانی سے مروی روایت کم از کم حسن درجہ کی ہے۔ رہا اختلاط اور کتب کے ضائع ہونے کی وجہ سے تلقین قبول کرنے کا اعتراض تو ائمہ اصول ان جیسے روات کے متعلق ایک قاعدہ بیان کرتے ہیں :

امام نووی: وحكم المختلط أنه لا يُحتج بما روى عنه فى الاختلاط أو شك فى وقت تحمله، ويحتج بما روى عنه قبل الاختلاط

(تہذیب الاسماء واللغات للنووی ج1ص242)

امام خطیب بغدادی: محمد بن خلاد الاسکندرانی کے تذکرہ میں ایک قاعدہ بیان کرتے ہیں:

كل من سمع منه قديما قبل ذهاب كتبه فحديثه صحيح ومن سمع منه بعد ذلك فليس حديثه بذاك (الکفایۃ: ص153)

اور امام ابو زرعہ اور امام ابو حاتم الرازی نے تصریح فرمائی ہے کہ محمد بن جابر سے جس نے یمامہ اور مکہ میں روایت لی ہے وہ اس وقت صدوق تھے۔

محمد رضوان عزیز

و قال عبد الرحمن بن ابى حاتم الرازي: وسمعت أبي وأبا زرعة يقولان من كتب عنه باليمامة وبمكة فهو صدوق

(تہذیب التہذیب ج9ص77)

اور ہماری پیش کردہ روایت میں بھی امام اسحاق بن ابراہیم المروزی نے ان سے یمامہ میں روایت کی ہے جیسا کہ ائمہ نے تصریح کی ہے:

1: قال الامام محمد بن سعد فی ترجمۃ اسحاق بن ابراہیم المروزی : وکان رحل الی محمد بن جابر بالیمامۃ فکتب کتبہ ،وقدم البصرۃ من الیمامۃ بعد موت ابی عوانۃ بیومین او ثلاثۃ (طبقات ابن سعد جزء7ج7ص353)

2: قال أبو يعقوب إسحاق بن أبي إسرائيل لما انصرفت من اليمامة من عند هذا الشيخ يعنى محمد بن جابرالخ(تاریخ بغداد ج5ص357)

3: قال الامام أبو أحمد عبدالله بن عدي الجرجاني: وعند إسحاق بن أبي إسرائيل عن محمد بن جابر كتاب أحاديث صالحة وكان إسحاق يفضل محمد بن جابر على جماعة شيوخ هم أفضل منه وأوثق الخ (الکامل لابن عدی ج6ص153)

اس تحقیق سے معلوم ہوا کہ محمد بن جابر الیمامی سے اسحاق المروزی کا سماع قبل الاختلاط کا ہے اور انہوں نے سماع حدیث کتاب سے کی ہے۔پس اعتراض باطل ہے۔

دلیل نمبر6:

روی الامام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ یقول سمعت الشعبی یقول سمعت البراء بن عازب رضی اللہ عنہ یقول کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا افتتح الصلوۃ رفع یدیہ حتی یحاذی منکبیہ لایعود برفعھما حتی یسلم من صلوتہ،

اسنادہ صحیح علی شرط البخاری ومسلم

(مسند ابی حنیفۃ بروایۃ ابی نعیم ص344رقم225وفی نسخۃ ص156 طبع الریاض)

دلیل نمبر7:

روی الامام أبو داود السجستاني :قال حدثنا محمد بن الصباح البزاز نا شریک عن یزید بن ابی زیاد عن عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ عن البراء ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا افتتح الصلوۃ رفع یدیہ الی قریب من اذنیہ ثم لایعود،

اسنادہ صحیح علی شرط المسلم

(سنن ابی داود ج1ص116باب من لم یذکر الرفع عند الرکوع، مسند ابی یعلیٰ ص400رقم الحدیث 1690، 1691، 1692)

اعتراض:

غیر مقلدین کہتے ہیں کہ اس حدیث میں یزید بن ابی زیاد کوفی راوی ضعیف ہے۔کیونکہ اس کا آخری عمر میں حافظہ خراب ہو گیا تھا اور یہ تلقین کو قبول کرتا تھا۔یہ حدیث تغیر حفظ کے بعد کی ہے نیز ثم "لایعود" کا جملہ ان کے قدماء اصحاب نے بیان نہیں کیا ہے۔پس یہ روایت ضعیف ہے۔

جواب:

امام یزید بن ابی زیاد کوفی تابعی بخاری تعلیقاً، صحیح مسلم اور سنن اربعہ کے راوی ہیں۔ایک جماعت محدثین نے ثقہ، صدوق، عدل قرار دیا ہے مثلاً:

امام جریر بن عبد الولید: یزید احسنھم استقامۃ في الحدیث (الجرح والتعدیل ج9ص327)

امام أبو داود: لا أعلم أحدا ترك حديثه (سیر اعلام النبلاء ج5ص381)

امام ترمذی: یزید بن ابی زیاد سے مروی کئی روایات کو حسن صحیح اور کئی جگہ حسن قرار دیا۔

(باب ماجاء فی المنی والمذی، باب ماجاء من الرخصۃ في ذلک [الحجامۃ للصائم]، باب ماجاء في مواقیت الإحرام لأھل الآفاق، باب مناقب العباس بن عبد المطلب)

امام احمد بن حنبل: قال کما قال جریر (الجرح والتعدیل ج9ص327)

احمد بن صالح: يزيد بن أبي زياد ثقة لا يعجبني قول من يتكلم فيه (تاریخ الثقات لابن شاہین ص256، معرفۃ الثقات للعجلی ج2ص364)

امام سفیان الثوری: فهو على العدالة والثقة وإن لم يكن مثل منصور والحكم والأعمش فهو مقبول القول ثقة.

محمد رضوان عزیز

(المعرفۃ والتاریخ للفسوی ج3ص175)

امام االشیخ ابن دقیق العید: ویزید بن أبي زیاد معدود في أھل الصدق، کوفي، یکنی أبا عبد الله (نصب الرایۃ ج1ص477)

امام ابو الحسن: یزید بن أبي زیاد، جید الحدیث (نصب الرایۃ ج1ص477)

امام الذہبی:[یزید بن أبي زیاد] الامام المحدث أبو عبد الله، الھاشمي (سیر اعلام النبلاء ج5ص380)

مشہور غیر مقلد احمد محمد شاکر شرح ترمذی میں یزید کی کافی توثیق نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: و الحق انہ ثقۃ

پھر امام شعبہ سے توثیق نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

و ہذا نہایۃ التوثیق من شعبۃ و ہو امام الجرح و التعدیل --- فقد اصاب الترمذی فی تصحیحہ (شرح الترمذی ج1ص195)

مزید آگے جا کر لکھتے ہیں:

فمدار الحدیث علی یزید ابن ابی زیاد و ہو ثقۃ صحیح الحدیث و قد تکلمنا علیہ تفصیلا فیما مضی (شرح الترمذی ج2ص409)

لہذا عند الجمہور یزید ثقہ، صدوق، عادل ہے، رہا حافظہ کی خرابی اور تلقین قبول کرنے کا اعتراض تو امام ابن حبان نے تصریح کی ہے:

وکان یزید صدوقا إلا أنه لما کبر ساء حفظه وتغیر، فکان یتلقن مالقن، فوقع المناکیر في حدیثه --- فسماع من سمع منه قبل دخوله الکوفة في أول عمره سماع صحیح (کتاب المجروحین لابن حبان ج3ص100)

اس روایت میں آپ کے شاگرد شریک آپ سے "ثم لایعود" کا جملہ نقل کیا ہے اور یہی جملہ آپ کے کبار اصحاب نے بھی نقل کیا ہے، مثلاً:

امام سفیان الثوری:

حدثنا أبو بکرة قال ثنا مؤمل قال ثنا سفیان قال ثنا یزید بن أبي زیاد عن بن أبي لیلی عن البراء بن عازب رضي الله عنه قال : کان النبي صلی الله علیه و سلم إذا کبر لافتتاح الصلاة رفع یدیه حتی یکون إبهاماه قریبا من شحمتي أذنیه ثم لا یعود

(سنن الطحاوی ج1ص162)

امام ہشیم بن بشیر:

حدثنا إسحاق حدثنا هشیم عن یزید بن أبي زیاد عن عبد الرحمن بن أبي لیلی عن البراء قال : رأیت رسول الله صلی الله علیه وسلم حین افتتح الصلاة کبر ورفع یدیه حتی کادتا تحاذیان أذنیه ثم لم یعد (مسند ابی یعلی ص400رقم الحدیث1691)

امام ابن عیینہ:

عبد الرزاق عن بن عیینة عن یزید عن عبد الرحمن بن أبي لیلی عن البراء بن عازب مثله وزاد قال مرة واحدة ثم لا تعد لرفعها في تلك الصلاة (مصنف عبد الرزاق ج2ص45رقم الحدیث2534)

امام اسماعیل بن زکریا:

حدثنا یحیی بن محمد بن صاعد نا محمد بن سلیمان لوین ثنا إسماعیل بن زکریا ثنا یزید بن أبي زیاد عن عبد الرحمن بن أبي لیلی عن البراء أنه : رأی رسول الله صلی الله علیه و سلم حین افتتح الصلاة رفع یدیه حتی حاذی بهما أذنیه ثم لم یعد إلی شيء من ذلك حتی فرغ من صلاته (سنن الدارقطني ص196 رقم الحدیث1116)

امام ابن ادریس:

حدثنا إسحاق حدثنا ابن إدریس قال : سمعت یزید بن أبي زیاد عن ابن أبي لیلی عن البراء قال : رأیت رسول الله صلی الله علیه و سلم رفع یدیه حین استقبل الصلاة حتی رأیت إبهامیة قریبا من أذنیه ثم لم یرفعهما (مسند ابی یعلی ص400رقم الحدیث 1692)

اس ساری تفصیل سے معلوم ہوا کہ "ثم لایعود" کا جملہ تغیر حفظ سے پہلے کا جسے آپ کے کبار اصحاب نے بھی ذکر کیا ہے، پس حدیث صحیح ہے۔

محمد رضوان عزیز

دلیل نمبر8:

روی الامام أبو بکر عبداللہ بن الزبیر الحمیدي: قال [حَدَّثَنَا سُفْیَانُ قال] ثنا الزہری قال اخبرنی سالم بن عبداللہ عن ابیہ قال رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا افتتح الصلوۃ رفع یدیہ حذو منکبیہ واذا اراد ان یرکع وبعد ما یرفع راسہ من الرکوع فلایرفع ولا بین السجدتین،

تحقیق السند: اسنادہ صحیح علی شرط البخاری ومسلم

(مسند الحمیدی ج2ص277رقم614طبع بیروت، مسند ابی عوانہ ج1ص334باب بیان افتتاح الصلوۃ)

اعتراض:

غیر مقلدین کہتے ہیں کہ یہ روایت اثبات رفع الیدین کی تھی مگر حنفیوں نے تحریف کر کے ترک رفع الیدین کی بنادی۔ نسخہ ظاہریہ دمشقیہ میں اثبات ہی کی ہے۔ (نورالعینین ص68وص71وغیرہ)

جواب اول:

یہ روایت "الحمیدی عن سفیان ابن عیینہ "کے طریق سے مروی ہے۔ امام بخاری نے اپنی صحیح میں اس حدیث کو اس طریق سے تخریج نہیں کیا۔ اپنے "جزء رفع الیدین" میں امام حمیدی کے طریق سے موقوف روایت کو تو نقل کیا ہے لیکن مرفوع روایت کو تخریج نہیں کیا، حالانکہ امام بخاری کا ضابطہ ہے:

قال الحاکم کا ن البخا ری اذا وجد الحدیث عند الحمیدی لا یعود ہ الی غیرہ

(تقریب التہذیب ص288ج1، تہذیب التہذیب ص142ج3، جزء رفع الیدین ص272رقم15)

اگر من طریق الحمیدي عن سفیان ابن عیینہ والی روایت اثبات رفع الیدین عند الرکوع کی ہوتی تو امام بخاری اس کو ضرور تخریج کرتے۔ پس تحریف والا اعتراض باطل ہے۔

جواب نمبر2:

تحریف والا اعتراض اس لیے بھی باطل ہے کہ امام ابو عوانہ نے بھی من طریق سفیان عند الرکوع ترک رفع کی حدیث بھی نقل کی ہے۔

(مسند ابی عوانہ ج1ص334)

نیز امام محمد بن حارث القیروانی اور امام بیہقی نے حضرت ابن عمر ہی سے دیگر طرق سے ترک رفع الیدین عند الرکوع کی سنداً صحیح حدیثیں نقل کی ہیں۔ (اخبار الفقہاء ص214، ابو اعوانہ ص334ج1 خلافیات بیہقی بحوالہ شرح سنن ابن ماجہ للمغلطائی ص1472ج5)

دلیل نمبر9:

روی الإمام أبو عوانۃ یعقوب بن إسحاق الاسفرائني: قال حدثنا عبداللہ بن ایوب الْمُخَرِّمِيُّ و سَعْدان بن نصر وشعیب بن عمر وفی آخَرِینَ قالوا حدثنا سفیان بن عیینۃ عن الزہری عن سالم عن ابیہ قال رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا افتتح الصلوۃ رفع یدیہ حتی یحاذی بھما وقال بعضھم حذو منکبیہ واذا اراد ان یرکع وبعد ما یرفع راسہ من الرکوع لایرفعھما وقال بعضھم ولایرفع بین السجدتین،

اسنادہ صحیح علی شرط البخاری ومسلم

(مسند ابی عوانہ ج1ص334بیان رفع الیدین في افتتاح الصلاۃ قبل التکبیر بحذاء منکبیہ وللرکوع ولرفع رأسہ من الرکوع وأنہ لایرفع بین السجدتین، رقم1251، الخلافیات للبیھقي بحوالہ شرح سنن ابن ماجہ لمغلطائی ج5ص1472باب رفع الیدین اذارکع واذارفع راسہ من الرکوع وقال لاباس بسندہ)

دلیل نمبر10:

روی الامام الحافظ ابوعبداللہ محمد بن الحارث الخشنی القیروانی : قال حدثنی عثمان بن محمد قال قال لی عبیداللہ بن یحیی حدثنی عثمان بن

سوادة ابن عباد عن حفص بن میسرة عن زید بن اسلم عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما قال کنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بمکۃ نرفع ایدینا فی بدء الصلوۃ وفی داخل الصلوۃ عندالرکوع فلما ھاجر النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی المدینۃ ترک رفع الیدین فی داخل الصلوۃ عندالرکوع وثبت علی رفع الیدین فی بدء الصلوۃ،

اسنادہ صحیح ورواتہ ثقاۃ

(اخبار الفقہاء والمحدثین ص214رقم378طبع بیروت)

اعتراض:

غیر مقلدین کہتے ہیں کہ اس روایت کے راوی محمد بن حارث نے روایت ذکر کرنے سے پہلے تصریح کی ہے:

وھو من غرائب الحدیث واراہ من شواذ ھا (اخبار الفقہاء والمحدثین ص214)

یعنی یہ حدیث غریب بلکہ شاذ ہے۔لہٰذا ضعیف وناقابل استدلال ہے۔

جواب اول:

غرابت وجہ ضعف نہیں ہے۔ایسا ممکن ہے کہ حدیث غریب ہو اور صحیح بھی ہو۔چنانچہ امام حاکم ایک حدیث کے متعلق فرماتے ہیں:

رواه البخاري في الجامع الصحيح --- وهو من غرائب الصحيح (معرفت علوم الحدیث:ص:94)

آگے لکھتے ہیں:

رواه مسلم في المسند الصحيح عن أبي بكر بن أبي شيبة وغيره عن سفيان وهو غريب صحيح (معرفت علوم الحدیث:ص95)

جواب ثانی:

غیر مقلدین اگر یہ کہیں کہ عثمان بن سوادہ (جس کا ترجمہ امام قیروانی لائے ہیں) غریب حدیث لاتا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ بخاری ومسلم کے بہت سے راوی غریب الحدیث ہیں: مثلاً

1:امام احمد بن صباح النہشلی --ثقہ ،حافظ ، لہ غرائب -تقریب ج1ص16)

2: امام ابراہیم بن اسحاق البنانی --صدوق، یغرب (تقریب ص 25ج1)

3:امام اسباط بن نصر---صدوق ، کثیر الخطاء ، یغرب (تقریب ص40ج1)

4ابراہیم بن طحمان الخراسانی---ثقہ ،یغرب (تقریب ص29ج1)

5:حکام بن سلم---ثقہ ، لہ غرائب (تقریب ص132ج1)

لہذا یہ اعتراض باطل ہے۔

جواب ثالث:

شاذ کی دو تعریفیں کی گئیں ہیں :

1: فأما الشاذ فإنه حديث يتفرد به ثقة من الثقات-(معرفت لعلوم الحدیث للحاکم ص119)

یعنی تفرد من الثقات کو شاذ کہا جاتا ہے لیکن یہ تعریف مرجوح ہے،راجح تعریف یہ ہے:

2: قال الشافعي ليس الشاذ من الحديث أن يروي الثقة ما لا يرويه غيره هذا ليس بشاذ إنما الشاذ أن يروي الثقة حديثا يخالف فيه الناس هذا الشاذ من الحديث (معرفت لعلوم الحدیث للحاکم ص119، مقدمۃ ابن الصلاح ص76وغیرہ)

اسی کو حافظ ابن حجر نے راجح فرمایا ہے:

وهذا هو المعتمد في تعريف الشاذ، بحسَبِ الاصطلاح (نزہۃ النظر ص213،الشرح للقاری ص336)

مخالفت ثقات والی تعریف جو کہ راجح ہے حدیث ابن عمر پر صادق نہیں آتی کیونکہ کسی ثقہ راوی نے ایسی کوئی صحیح حدیث بیان نہیں کی جس میں وفات تک کے الفاظ مروی ہوں۔ لہذا یہ حدیث تفرد من الثقات کے قبیل سے ہے جو جمہور ائمہ فقہاء و محدثین کے ہاں بالاتفاق مقبول ہے:

قال الجمهور من الفقهاء وأصحاب الحديث زيادة الثقة مقبولة إذا انفرد بها(الکفایہ ص365)

لہذا شاذ و غریب کی جرح مردود ہے اور یہ حدیث صحیح اور حجت ہے۔

دلیل نمبر 11:

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِوبْنِ عَطَاءٍ اَنَّهٗ كَانَ جَالِسًا مَعَ نَفَرٍ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ و سلم فَذَكَرْنَا صَلٰوةَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ و سلم فَقَالَ اَبُوْحُمَيْدِ السَّاعِدِيُّ رضی اللہ عنہا اَنَا كُنْتُ اَحْفَظُكُمْ لِصَلٰوةِ رَسُوْلِ اللهِ صلی اللہ علیہ و سلم رَاَ يْتُهٗ اِذَا كَبَّرَ جَعَلَ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ وَاِذَا رَكَعَ اَمْكَنَ يَدَيْهِ مِنْ رُكْبَتَيْهِ ثُمَّ هَصَرَظَهْرَهٗ فَاِذَا رَفَعَ رَأْسَهٗ اِسْتَوٰى حَتّٰى يَعُوْدَ كُلُّ فَقَارٍ مَّكَانَهٗ وَاِذَا سَجَدَ وَضَعَ يَدَيْهِ غَيْرَمُفْتَرِشٍ وَّلَا قَابِضِهِمَا الخ

(صحیح البخاری: ج1ص114، صحیح ابن خزیمۃ؛ ج1ص298)

اعتراض:

عدمِ ذکر سے نفی ذکر لازم نہیں آتا۔ محمد قاسم نانوتوی(بانی مدرسہ دیوبند) نے لکھا: ”مذکور نہ ہونا معدوم ہونے کی دلیل نہیں۔“ اور سنن ابی داؤد میں حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ کی روایت ہے جس میں رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد والے رفع یدین کا ذکر موجود ہے۔

جواب:

اولاً: ہمارا مؤقف یہ ہے کہ صرف تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین کیا جائے، اس کے علاوہ پوری نماز میں رفع یدین نہ کیا جائے۔ صحیح بخاری کی اس حدیث میں حضرت ابوحمید الساعدی رضی اللہ عنہ صرف تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین کا ذکر کرتے ہیں، باقی مقامات کا ذکر نہیں کرتے۔ اس سے ہمارا مؤقف ثابت ہے۔

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ کا قول اس استدلال کے خلاف نہیں، اس لیے کہ اصول ہے:

السكوت في معرض البيان بيان (مرعاۃ المصابیح لعبید اللہ المبارکپوری ج3 ص385، روح المعانی ج18ص7)

وہ مقام جہاں ایک شے کو بیان کرنا چاہیے، وہاں اس کے بیان کو چھوڑنے کا مطلب اس شے کا عدم بیان کرنا ہوتا ہے۔

حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ نماز کے اس نقشہ کو بیان فرما رہے ہیں جو دیکھنے سے نظر آتا ہے کمافی الحدیث ”رایتہ“ (میں نے انھیں دیکھا)۔ اگر رفع یدین عند الرکوع وبعد الرکوع ہوتا تو ضرور بیان کرتے۔ معلوم ہوا کہ یہ رفع یدین نہیں ہوتا تھا۔

حضرت نانوتوی رحمہ اللہ کا قاعدہ مطلق ہے اور ہمارا بیان کردہ اصول ایک قید ”في معرض البيان“ کے ساتھ مقید ہے۔ دونوں میں کوئی تضاد نہیں۔

ثانیاً: ابوداود کی محولہ روایت کا تفصیلی جواب تو غیر مقلدین کی دلیل نمبر 5 کے تحت آئے گا۔ مختصر یہ کہ اس روایت میں ایک راوی عبدالحمید بن جعفر ہے جو کہ ضعیف، خطاکار اور قدری ہے۔ امام نسائی، امام ابوحاتم، امام سفیان ثوری، امام یحیٰ بن سعید القطان، امام یحیٰ بن معین، امام ابن حبان، امام ترمذی، امام طحاوی رحمہم اللہ تعالیٰ وغیرہ نے اس پر جرح کی ہے۔ نیز یہ روایت منقطع بھی ہے کہ محمد بن عمرو بن عطاء کا سماع حضرت ابوقتادہ سے نہیں اور سنداً متناً بھی یہ روایت مضطرب ہے۔ لہذا یہ روایت ناقابلِ احتجاج ہے۔

دلیل نمبر 12:

روى الامام الحافظ المحدث مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري: حدثنا أبو بكر بن أبي شيبة وأبو كريب قالا حدثنا أبو معاوية عن الأعمش

عن المسيب بن رافع عن تميم بن طرفة عن جابر بن سمرة قال خرج علينا رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال مالي أراكم رافعي أيديكم كأنها أذناب خيل شمس اسكنوا في الصلاة

(صحیح مسلم ج1ص181باب الامر بالسکون فی الصلوۃ، السنن الکبری للبیہقی ج2ص280جماع ابواب الخشوع فی الصلوۃ والاقبال علیھا، صحیح ابن حبان ص584رقم1878باب ذکر مایستحب للمصلی رفع الیدین، سنن ابی داود ج1ص150باب فی السلام، سنن النسائی ج1ص176باب السلام بالایدی فی الصلوۃ)

اعتراض:

غیر مقلدین کہتے ہیں حدیث جابر بن سمرہ میں اشارہ عند السلام فی التشہد سے منع کیا گیا ہے، ترک رفع الیدین سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ اسی لیے علماء نے اسے باب السلام میں ذکر کیا ہے نہ کہ باب رفع الیدین میں۔ نیز علماء دیوبند سے پہلے کسی نے بھی اس حدیث سے نفی اور منع رفع یدین پر استدلال نہیں کیا۔

جواب شق1:

اس حدیث کا ترک رفع الیدین سے تعلق ہے، کیونکہ اس میں اسکنوا في الصلاة کے الفاظ ہیں اور علامہ بدر الدین عینی اور امام زیلعی نے اس حدیث کے متعلق تصریح کی ہے: انما یقال ذلک لمن یر فع یدیہ فی اثناء الصلوۃ وھو حا لۃ الرکوع او السجود ونحو ذلک

(شرح سنن ابی داود للعینی ج3ص297، نصب الرایہ ج1ص472)

لہذا اس کا تعلق منع رفع یدین کے ساتھ ہے نہ کہ تشہد کے ساتھ۔

جواب شق2:

علماء نے اس حدیث کو رفع یدین یا ترک رفع یدین کے باب میں بھی ذکر فرمایا ہے، مثلاً۔۔

1:امام ابن حبان نے اس حدیث کو "ذكر ما يستحب للمصلي رفع اليدين عند قيامه من الركعتين من صلاته" میں ذکر کیا ہے۔

(صحیح ابن حبان ص584رقم الحدیث 1878)

2:علامہ زمخشری نے اس حدیث کو "باب لا تر فع الایدی فی الصلوۃ الا عند افتتاح الصلوۃ" میں ذکر کیا ہے۔

(روس المسائل الخلافیہ بین الحنفیۃ والشافعیۃ ج1ص156)

3:امام ابو محمد علی بن زکریا المنبجی نے اس حدیث کو "باب لاترفع الایدی عند الرکوع ولا بعد الرفع منہ" میں ذکر کیا ہے۔

(اللباب فی الجمع بین السنۃ والکتاب ج1ص256)

4:امام ابو الحسن القدوری اس حدیث کو "باب لا تر فع الیدین فی تکبیر الرکوع" میں لائے ہیں۔(التجرید للقدوری ج2ص519)

جواب شق3:

علماء وفقہاء نے اس حدیث سے نفی اور منع رفع یدین پر استدلال کیا ہے۔ مثلاً:

1: قال الامام النووی: وقال أبو حنيفة والثوري وابن ابی ليلي وسائر اصحاب الرأى لا يعرف يديه في الصلاة الا لتكبيرة الاحرام وهي رواية عن مالك واحتج لهم بحديث البراء بن عازب رضي الله تعالي عنهما--- وعن جابر بن سمرة رضي اللله عنه قال " قال رسول الله صلي الله عليه وسلم مالى اراكم رافعي ايديكم

(المجموع شرح المہذب ج3ص400فصل في مسائل مهمة تتعلق بقراءة الفاتحة)

2: قال الامام ابن عبد البر: وقد احتج بعض المتأخرين للكوفيين ومن ذهب مذهبهم في رفع اليدين بما حدثنا--- عن جابر بن سمرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم مالي أراكم(التمہید لابن عبد البر ج4ص194)

محمد رضوان عزیز

3: امام ابو الحسن القدوری:(التجرید للقدوری ج2ص519باب لاترفع الیدین فی تکبیر الرکوع)

4: علامہ زمحشری: (روس المسائل الخلافیہ بین الحنفیۃ والشافعیۃ ج1ص156باب لاترفع الایدی فی الصلوۃ الاعند افتتاح الصلوۃ)

5: امام ابو محمد علی بن زکر یا المنبجی: (اللباب فی الجمع بین السنۃ والکتاب ج1ص256باب لاترفع الایدی عند الرکوع ولابعد الرفع منہ)

دلیل نمبر13:

روی الامام الحافظ المحدث أبو جعفر أحمد بن محمد بن سلامة الطحاوي: قال حدثنا ابن ابی داود قال حدثنا نعیم بن حماد قال ثنا الفضل بن موسی قال ثنا ابن ابی لیلی عن نافع عن ابن عمروعن الحکم عن مقسم عن ابن عباس رضی اللہ عنہما عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ترفع الایدی فی سبع مواطن فی افتتاح الصلوۃ وعند البیت وعلی الصفا والمروۃ وبعرفات وبمزدلفۃ عندالجمرتین ۔

وبہ قال حدثنا فہد ثنا الحمانی قال المحاربی عن ابن ابی لیلی عن نافع عن ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم مثلہ،

(سنن الطحاوی ج1ص416باب رفع الیدین عند رؤیۃ البیت، المعجم الکبیر للطبرانی ج5ص428رقم الحدیث 11904، صحیح ابن خزیمۃ ج4ص209رقم 2703باب کراہیۃ رفع الیدین عند رؤیۃ البیت)

اعتراض:

غیر مقلدین کہتے ہیں کہ ابن عباس اور ابن عمر کی سند میں قاضی ابن ابی لیلی ہے، اور یہ ضعیف ہے۔

جواب:

امام ابن ابی لیلی کی جمہور ائمہ نے تعدیل وتوثیق کی ہے، مثلاً

1: **امام أحمد بن یونس[شیخ البخاری]**: کان أفقه أهل الدنیا. (میزان الاعتدال ج4ص175، تذکرۃ الحفاظ ج1ص129)

2: **امام زائدۃ**: کان أفقه أهل الدنیا.(سیر اعلام النبلاء ج6ص311)

3: **امام أحمد بن عبد اللہ العجلی**: کان فقیها صدوقا، صاحب سنة، جائز الحدیث، قارئا عالما، قرأ علیه حمزة الزیات

(میزان الاعتدال ج4ص175، تہذیب التہذیب)

4: **امام ابو یوسف القاضی**: ما ولی القضاء أحد أفقه في دین الله، ولا أقرأ لکتاب الله، ولا أقول حقا بالله، ولا أعف عن الاموال - من ابن أبي لیلی. (میزان الاعتدال ج4ص176)

5: **امام ابو حاتم الرازی**: محله الصدق کان سیئ الحفظ(الجرح والتعدیل ج7ص322)

6: **امام ابو زرعہ الرازی**: هو صالح لیس باقوی ما یکون(الجرح والتعدیل ج7ص322)

7: **امام عطاء بن ابی رباح**: قال ابن أبي لیلی: دخلت علی عطاء، فجعل یسألني، فکأ ن أصحابه أنکروا علیه ذلك، وقالوا: تسأله ؟ قال: وما تنکرون ؟ هو أعلم مني.(میزان الاعتدال ج4ص176)

8: **علامہ ابن حجر**: له ذکر في الاحکام من صحیح البخاري قال أول من سأل علی کتاب القاضي البینة ابن أبي لیلی وسوار.

(تہذیب التہذیب ج5ص706)

9: **امام سفیان الثوری**: فقهاؤنا ابن أبي لیلی وابن شبرمة(تہذیب التہذیب ج5ص707)

10: **امام ترمذی**: **کئی مقامات پر اس کی حدیث کو حسن صحیح فرمایا ہے۔**

(باب ماجاء في الرجل یقرأ القرآن علی کل حال مالم یکن جنبا، باب ماجاء متی تقطع التلبیة في العمرة، باب ماجاء في کراهیة الشرب في آنیة الذهب والفضة وغیرہ)

11: **امام ذہبی**: حدیثه في وزن الحسن(تذکرۃ الحفاظ ج1ص128)

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ امام ابن ابی لیلی عند الجمہور فقیہ، ثقہ، صدوق اور عادل ہے۔ جیسا کہ امام ذہبی نے تصریح کی ہے کہ امام ابن ابی لیلی حسن الحدیث ہیں اور جب دیگر احادیث اس کی متابعت کریں تو یہ درجہ صحیح کو پہنچ جائے گی۔ یہی بات علامہ شاکر غیر مقلد نے لکھی ہے:

و مثل ہذا [ابن ابی لیلی]لا یقل حدیثہ عن درجۃ الحسن المحتج بہ و اذا تابعہ غیرہ کان الحدیث صحیحا

(شرح ترمذی لاحمد شاکر غیر مقلد بحوالہ نور الصباح ج1ص166،167)

لہذا یہ اعتراض باطل ہے اور حدیث صحیح و حجت ہے۔

احادیث موقوفہ

خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم اور ترک رفع یدین:

دلیل نمبر1:

روی الامام الحافظ المحدث ابویعلی أحمد بن علي بن المثنى الموصلي التميمي : قال حدثنا اسحاق بن ابی اسرائیل حدثنا محمد بن جابر عن حماد عن ابراہیم عن علقمہ عن عبداللہ قال صلیت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وابی بکر وعمر فلم یرفعوا ایدیھم الا عند افتتاح الصلوۃ وقد قال محمد فلم یرفعوا ایدیہم بعدالتکبیرۃ الاولی،

تحقیق السند: اسنادہ حسن و رواتہ ثقات

(مسند ابی یعلی ص922رقم الحدیث 5036، کتاب المعجم لابی بکر اسماعیلی ج2ص692،693رقم154، الکامل لابن عدی ج7ص337رقم الترجمۃ 1646)

ملحوظہ: اس میں ایک راوی محمد بن جابر پر غیر مقلدین اعتراض کرتے ہیں۔ اس کا جواب احادیث مرفوعہ دلیل نمبر5 کے تحت گزر چکا ہے۔

دلیل نمبر2:

روی الامام الحافظ الفقیہ ابوعبداللہ محمد بن حسن الشیبانی: قال اخبرنا ابوبکر بن عبداللہ النہشلی عن عاصم بن کلیب الجرمی عن ابیہ وکان من اصحاب علی ان علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کان یرفع یدیہ فی التکبیرۃ الاولی التی یفتتح بھا الصلوۃ ثم لایرفعھما فی شیئ من الصلوۃ

تحقیق السند: اسنادہ صحیح و رواتہ ثقات۔

(موطاامام محمد ص94باب افتتاح الصلوۃ، کتاب الحجۃ: ج1ص76باب افتتاح الصلوۃ وترک الجہر، المدونۃ الکبری ج1ص166 باب فی رفع الیدین فی الرکوع والاحرام)

اعتراض :

غیر مقلدین کہتے ہیں کہ یہ روایت منکر ہے، کیونکہ امام بخاری نے عبد الرحمن بن مہدی کا قول نقل فرمایا ہے:

قال عبد الرحمن بن مہدی ذکرت للثوری حدیث النہشلی عن عاصم بن کلیب فا نکرہ (جزء رفع الیدین ص267)

نیز ابو بکر النہشلی ضعیف راوی ہے۔

جواب نمبر1:

امام بخاری نے امام سفیان سے اس جرح کی سند متصل بیان نہیں کی، لہذا اس جرح کی سند منقطع ہونے کی وجہ سے یہ جرح نا قابل قبول ہے۔ مزید یہ کہ امام عبد الرحمن بن مہدی سے امام بخاری کی ملاقات ثابت نہیں۔ کیونکہ امام بخاری کی پیدائش 194ھ بخارا میں ہوئی اور امام عبد الرحمن بن مہدی کی وفات 198ھ کو بصرہ میں ہوئی۔

جواب نمبر2:

اس حدیث کا مدار امام ابو بکر النہشلی کوفی پر ہے جو عند الجمہور ثقہ، صالح، حافظ، صدوق، ثبت، حسن الحدیث اور صحیح مسلم کے راوی ہیں، ضعیف

نہیں۔(تہذیب التہذیب ج6ص315، تاریخ الثقات للعجلی ص493،المعرفت والتاریخ ج3ص237، صحیح مسلم ج1ص213،الجرح والتعدیل ج9ص407)
لہذاحدیث علی صحیح اور حجت ہے۔

جواب نمبر3:

امام سفیان ثوری کوفی م161ھ خود ترک رفع الیدین پر عامل ہیں۔(فقہ سفیان ثوری ص560، عمدۃ القاری ج4ص380)
اور ترک کی روایت عاصم بن کلیب سے نقل کرتے ہیں۔(سنن النسائی ج1ص162،161باب الرخصۃ فی ترک ذلک)
امام ابو بکر نہشلی کوفی (م166ھ) بھی ترک کی روایت عاصم بن کلیب سے ہی نقل کرتے ہیں (موطاامام محمد ص94)
یہ کیسے ممکن ہے کہ جس روایت کواپنے مذہب کی بنیاد بناتے ہیں اس کا انکار کر بیٹھیں؟!!پس یہ جرح باطل ہے۔

دلیل نمبر3:

روی الامام زید بن علی بن الحسین بن علی الہاشمی عن ابیہ عن جدہ رضی اللہ عنہ عن علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ انہ کان یرفع یدیہ فی التکبیرۃ الاولی الی فروع اذنیہ ثم لایرفعہماحتی یقضی صلوتہ ۔

تحقیق السند: اسنادہ صحیح وراتہ ثقاۃ

(مسند الامام زید ص89باب التکبیر فی الصلوۃ،ص149 باب الصلوۃ علی المیت وکیف یقال ذلک)

دیگر صحابہ کرام اور ترک رفع یدین :

دلیل نمبر1:

روی الامام الاعظم ابوحنیفۃ التابعی الکوفی : عن حماد عن ابراہیم عن الاسود ان عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کان یرفع یدیہ فی اول التکبیر ثم لایعود لشیئ من ذالک،

تحقیق السند: اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین۔

(مسند ابی حنیفۃ بروایۃ الحارثی ج2ص502رقم الحدیث 801، جامع المسانید بروایۃ الخوارزمی ج1ص355رقم1867،، مختصر خلافیات البیہقی لاحمد بن فرح ج2ص77)

دلیل نمبر2:

روی الامام أبو بكر عبد الله بن محمد بن أبي شيبة العبسي الكوفي : قال حدثنا ابوبکر بن عیاش عن حصین عن مجاہد قال ما رایت ابن عمر یرفع یدیہ الا فی اول ما یفتتح ،

تحقیق السند: اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین

(مصنف ابن ابی شیبۃ ج1ص268رقم13باب من کان یرفع یدیہ فی اول تکبیرۃ ثم لایعود)

فائدہ: یہ طریق صحیح بخاری میں بھی موجود ہے:حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ [بن عیاش] الخ

(ج1ص274باب الاعتکاف فی العشر الاوسط من رمضان)

دلیل نمبر3:

روی الامام ابوجعفر أحمد بن محمد بن سلامة الطحاوي : قال حدثنا ابن ابی داود قال ثنا احمد بن یونس قال ثنا ابوبکر بن عیاش عن حُصَیْنٍ عن مجاہد قال صلیت خلف ابن عمر فلم یکن یرفع یدیہ الا فی التکبیرۃ الاولیٰ من الصلوۃ،

تحقیق السند: اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین

(سنن الطحاوی ج1ص163باب التکبیر للرکوع والتکبیر للسجود)

محمد رضوان عزیز

فائدہ: یہ طریق صحیح بخاری میں بھی موجود ہے:أَبُو بَكْرٍ [ابْن عَيَّاشٍ]عَنْ حُصَيْنٍ الخ(ج2ص725باب قولہ وَالَّذِينَ تَبَوَّءُواالدَّارَوَالْإِيمَانَ)

اعتراض:

غیر مقلدین کہتے ہیں کہ اس حدیث میں ایک راوی ابو بکر بن عیاش ہے۔اس کا آخری عمر میں حافظہ خراب ہو گیا تھااور یہ اختلاط کا شکار ہو گیا تھا۔

جواب نمبر1:

امام ابو بکر بن عیاش صحیح بخاری، مسلم(مقدمہ)اور سنن اربعہ کے راوی ہیں اور عند الجمہور ثقہ ہیں۔مثلاً:

امام عبد اللہ بن مبارک: أثنى عليه۔

امام احمد بن حنبل: صدوق صالح صاحب قرآن وخبر-- ثقة

امام بخاری: اخرج عنہ فی صحیحہ

امام ابن خزیمۃ: اخرج عنہ فی صحیحہ

عثمان الدارمی: من أهل الصدق والامانة

امام ابوحاتم الرازی: أصح كتابا--- أبو بكر أحفظ منه [عبد الله بن بشر] وأوثق

امام ابن حبان: ذكره في الثقات

امام عبد اللہ بن عدی: لم أجد له حديثا منكرا

امام العجلی: كان ثقة قديما صاحب سنة وعبادة

امام ابن سعد: وكان ثقة صدوقا عارفا بالحديث والعلم

امام ثوری، امام ابن المبارک، امام ابن مہدی: يثنون عليه

امام یعقوب بن شیبۃ: شيخ قديم معروف بالصلاح البارع وكان له فقه كثير وعلم باخبار الناس ورواية للحديث

امام الساجی: صدوق يهم

(تہذیب التہذیب لابن حجر العسقلانی:ج7ص308تاص311)

نیز آپ اس روایت کے بیان کرنے میں منفرد نہیں بلکہ امام محمد حسن بن الشیبانی ثقہ وصدوق نے ان کی متابعت معنوی کی ہے۔مثلاً:

قال محمد اخبرنا محمد بن اابان بن صالح عن عبد العزیز بن حکیم قال رایت ابن عمر یرفع یدیہ حذاء اذنیہ فی اول تکبیرۃ افتتاح الصلوۃ و لم یرفعہا فیما سوی ذلک۔(موطاامام محمد ص93باب افتتاح الصلوۃ، کتاب الحجہ لامام محمد ج1ص76باب افتتاح الصلوۃ)

جواب نمبر2:

امام نووی رحمہ اللہ وغیرہ مختلط راوی کے متعلق ایک قاعدہ بیان کرتے ہیں:

وحكم المختلط أنه لا يُحتج بما روى عنه فى الاختلاط أو شك فى وقت تحمله، ويحتج بما روى عنه قبل الاختلاط، وما كان فى الصحيحين عنه محمول على الأخذ عنه قبل اختلاطه.(تہذیب الاسماءواللغات للنووی ج1ص242)

یعنی جو راوی اختلاط کا شکار ہو گئے ہوں تو امام بخاری ومسلم ان کے ایسے شاگردوں کی روایتیں تخریج کرتے ہیں جن کا سماع قبل الاختلاط والتغیر ہوتا ہے۔ہماری پیش کردہ روایت "ابن أبي شيبة عن ابى بكر بن عياش"اور"احمد بن يونس عن ابى بكر بن عياش"کے طریق سے مروی ہے اور

یہی طریق صحیح بخاری میں موجود ہیں۔

1: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ [بن عياش] الخ (ج1ص274باب الاعتکاف فی العشر الاوسط من رمضان)

2: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ[بن عياش] الخ (ج2ص725باب قولہ وَالَّذِينَ تَبَوَّءُوا الدَّارَ وَالْإِيمَانَ)

لہذا یہ بات بالتحقیق ثابت ہوئی کہ حدیث ابن عمر من طریق ابی بکر بن عیاش قبل الاختلاط والتغیر کی ہے، پس اعتراض باطل ہے۔

دلیل نمبر4:

قال الامام محمد الشيباني: ان فقيهم[اہل المدينة] مالك بن انس قدروى عن نُعَيْمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْمُجْمِرِ وابى جعفر القارى انهما اخبراه ان ابا هريرة رضى الله عنه كان يصلى بهم فيكبر كلما خَفَضَ ورفع ،قالا: وكان يرفع يديه حين يكبر ويفتتح الصلوة ۔ فهذا حديثكم[يا اہل المدينة] موافق لعلى وابن مسعود رضى الله عنهما لا حاجة بنا معهما الى قول ابى هريرة ونحوه ولكنا احتججنا عليكم بحديثكم

تحقيق السند:اسناده صحيح على شرط الشيخين

(کتاب الحجۃ للامام محمد ج1ص75باب افتتاح الصلوۃ وترک الجہر ببسم اللہ،وموطا الامام محمد ص90باب افتتاح الصلوۃ)

دلیل نمبر5:

قد روى الامام الحافظ المحدث أبو بكر عبد الله بن محمد بن أبي شيبة العبسي الكوفي : قال حدثنا ابن فضيل عن عطاء عن سعيد بن جبير عن ابن عباس رضى الله عنهما قال لاترفع الايدى الافى سبع مواطن اذا قام الى الصلوة واذا راى البيت وعلى الصفاوالمروة وفى عرفات و فى جمع وعند الجمار،

تحقيق السند: اسناده صحيح على شرط البخارى۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ج1ص268،267رقم الحدیث 11باب من کان یرفع یدیہ فی اول تکبیرۃ ثم لا یعود،)

1500صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ترک رفع الیدین:

کوفہ وہ اسلامی شہر ہے جسے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دارالخلافہ بنایا تھا۔اس میں حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک بہت بڑی تعداد آکر قیام پذیر ہوئی۔مورخین نے اس کی تعداد1500بیان کی ہے۔چنانچہ امام احمد بن عبداللہ بن صالح العجلی الکوفی م261ھ فرماتے ہیں:

نزل الكوفة الف وخمس مائة من اصحاب النبى صلى الله عليه وسلم (تاریخ الثقات للعجلی ص517باب فیمن نزل الکوفۃ وغیرھا من الصحابۃ)

اور کوفہ میں قیام پذیر تمام حضرات نے شروع نماز کے علاوہ رفع یدین چھوڑ دیا تھا،جیسا کہ ان تصریحات سے واضح ہوتا ہے:

1: قال ابن عبد البر م463ھ : قال الامام ابوعبدالله محمد بن نصر الْمَرْوَزِيُّ فى كتابه فى رفع اليدين من الكتاب الكبير: لانعلم مصرا من الامصار يُنسَب الى اہله العلمُ قديماً تركوا باجماعهم رفع اليدين عندالخفض والرفع فى الصلوة الا اہل الكوفة

(التمہید لابن عبد البر ج4ص187،الاستذکار لابن عبد البر ج1ص408باب افتتاح الصلوۃ)

2: قال الامام المحدث ابوعيسى محمد بن عيسى الترمذي : وبه [ترك رفع اليدين]يقول غيرواحد من اہل العلم من اصحاب النبى صلى الله عليه وسلم والتابعين وهو قول سفيان واہل الكوفة ،

(جامع الترمذی ج1ص59باب رفع الیدین عند الرکوع، مختصر الاحکام للطوسی ج2ص104)

احادیث مقطوعہ

دلیل نمبر1:

قد روى الامام الحافظ المحدث أبو بكر عبد الله بن محمد بن أبي شيبة العبسي الكوفي : قال حدثنا ابن مبارك عن اشعث عن الشعبى انه كان يرفع يديه فى اول التكبير ثم لايرفعهما

تحقيق السند: اسناده صحيح على شرط مسلم

(مصنف ابن ابی شیبۃ ج1 ص267 باب من کان یرفع یدیہ فی اول التکبیرۃ ثم لایعود، سنن الطحاوی ج1 ص164 باب التکبیر للرکوع والتکبیر للسجود)

دلیل نمبر2:

روی الامام الحافظ المحدث أبو بكر عبد الله بن محمد بن أبي شيبة العبسي الكوفي : قال حدثنا يحيى بن سعيد عن اسماعيل قال كان قيس [بن ابى حازم البجلى الكوفى] يرفع يديه اول مايدخل فى الصلوة ثم لايرفعهما،

تحقيق السند: اسناده صحيح على شرط الشيخين

(مصنف ابن ابی شیبۃ ج1 ص267 باب من کان یرفع یدیہ فی اول التکبیرۃ ثم لایعود، رقم10)

دلیل نمبر3:

روى الامام الفقيه محمد بن الحسن الشيبانى: قال اخبرنا محمد بن ابان بن صالح عن حماد عن ابراهيم النخعى قال لاترفع يديك فى شيئ من الصلوة بعدالتكبيرة الاولى

تحقيق السند: اسناده صحيح رواته ثقات ۔

(موطاالامام محمد ص92 باب افتتاح الصلوۃ)

دلیل نمبر4:

روى الامام الحافظ المحدث أبو بكر عبد الله بن محمد بن أبي شيبة العبسي الكوفي : عن الحجاج عن طلحة عن خَيْثَمَةَ وابراهيم قال كانا لايرفعان ايديهما الا فى بدء الصلوة ،

تحقيق السند: اسناده صحيح على شرط مسلم

(مصنف ابن ابی شیبہ ج1 ص267 باب من کان یرفع یدیہ فی اول التکبیرۃ ثم لایعود)

دلیل نمبر5:

روى الامام ابن ابى شيبة: قال حدثنا معاوية بن هشيم عن سفيان بن مسلم الْجُهَنِيّ قال كان ابن ابى ليلى يرفع يديه اول شيئ اذاكبر،

تحقيق السند: اسناده جيد

(مصنف ابن ابی شیبۃ ج1 ص268 باب من کان یرفع یدیہ فی اول التکبیرۃ ثم لایعود)

دلیل نمبر6:

روى الامام ابن ابى شيبة قال حدثنا وكيع وابواسامة عن شعبة عن ابى اسحاق قال كان اصحاب عبدالله واصحاب على لايرفعون ايديهم الافى افتتاح الصلوة، قال وكيع ثم لايعودون

اسناده صحيح على شرط الشيخين۔

(مصنف ابن ابی شیبۃ ج1 ص267 باب من کان یرفع یدیہ فی اول التکبیرۃ ثم لایعود،، الاوسط فی السنن لابن المنذر ج3 ص149،148، رقم الحدیث 1391 باب ذکر رفع الیدین عند الرکوع وعند الرفع)

بلاد اسلامیہ اور ترک رفع الیدین

اہل مکہ اور ترک رفع الیدین:

عن ميمون المكى انه راى عبدالله بن الزبير وصلى بهم يشير بكفيه حين يقوم وحين يركع وحين يسجد وحين يَنْهَضُ للقيام فيقوم فيشير بيديه فانطلقت الى ابن عباس فقلت انى رايت ابن الزبير صلى صلوة لم ار احدا يصليها فوصفتُ له هذه الاشارة فقال ان احببتَ ان تنظر الى صلوة رسول الله صلى الله عليه وسلم فاقتد بصلوة عبدالله بن الزبير

(سنن ابی داود ج1 ص115 باب افتتاح الصلوۃ، مسند احمد ج1 ص335 رقم 2312)

فائدہ: لفظ "لم ارى احدا يصليها" سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اہل مکہ عموماً ترک رفع یدین کے قائل وفاعل تھے۔

محمد رضوان عزیز

اہل مدینہ اور ترک رفع الیدین:

امام مالک بن انس المدنی رحمہ اللہ مدینہ منورہ کے فقیہ ہیں، آپ کے بارے میں منقول ہے:

قال الامام الفقیہ مالک بن انس المدنی :لا اعرف رفع الیدین فی شیئ من تکبیر الصلوۃ، لا فی خفض ولا فی رفع الا فی افتتاح الصلوۃ---قال ابن القاسم : وکان رفع الیدین عند مالک ضعیفا الا فی تکبیرۃ الاحرام

(المدونۃ الکبری للامام مالک ج1 ص165 باب فی رفع الیدین فی الرکوع والاحرام، التمہید لابن عبد البر ج4 ص187)

اہل کوفہ اور ترک رفع الیدین:

1: قال الامام الحافظ ابن عبد البر القرطبي م463ھ : قال الامام ابوعبداللہ محمد بن نصر الْمَرْوَزِيُّ فی کتابہ فی رفع الیدین من الکتاب الکبیر: لانعلم مصرا من الامصار يُنسَب الی اہلہ العلمُ قديماً ترکوا باجماعہم رفع اليدين عندالخفض والرفع فی الصلوۃ الا اہل الکوفۃ (التمہید لابن عبد البر ج4 ص187، الاستذکار لابن عبد البر ج1 ص408 باب افتتاح الصلوۃ)

2: وقال ایضاً: فقال مالك فيما روى عنہ ا بن القاسم يرفع للإحرام عند افتتاح الصلاة ولا يرفع في غيرها--- وھو قول الکوفیین ابی حنیفۃ وسفیان الثوری والحسن بن حُيَيٍّ وسائر فقہاء الکوفۃ قدیما وحدیثا

(الاستذکار لابن عبد البر ج1 ص408 باب افتتاح الصلوۃ، التمہید لابن عبد البر ج4 ص187)

ائمہ مجتہدین اور ترک رفع الیدین

امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ م150ھ:

قال ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اذا افتتح الرجل الصلوۃ کبر ورفع یدیہ حذو اذنیہ فی افتتاح الصلوۃ ولم یرفعھما فی شیئ من تکبیرالصلوۃ غیر تکبیرۃ الافتتاح

(کتاب الحجۃ للامام محمد ج1 ص74 باب افتتاح الصلوۃ وترک الجہر ببسم اللہ، سنن الطحاوی ج1 ص165 باب التکبیر للرکوع والتکبیر للسجود الخ)

امام سفیان بن سعید الثوری رحمہ اللہ م161ھ:

قال الامام سفیان الثوری: ویرفع یدیہ الی حذاء اذنیہ مع ھذہ التکبیرۃ ثم لایرفعھما ابدا مع غیر ھذہ التکبیرۃ

(فقہ سفیان الثوری ص560، جزء رفع الیدین للبخاری ص128 رقم الحدیث 133)

امام مالک بن انس المدنی م179ھ:

قال الامام الفقیہ مالک بن انس المدنی :لا اعرف رفع الیدین فی شیئ من تکبیر الصلوۃ، لا فی خفض ولا فی رفع الا فی افتتاح الصلوۃ---قال ابن القاسم : وکان رفع الیدین عند مالک ضعیفا الا فی تکبیرۃ الاحرام

(المدونۃ الکبری للامام مالک ج1 ص165 باب فی رفع الیدین فی الرکوع والاحرام، التمہید لابن عبد البر ج4 ص187)

امام ابو یوسف القاضی م181ھ:

[ترک رفع الیدین مع تکبیرۃ النہوض و تکبیرۃ الرکوع] وھو قول ابی حنیفۃ و ابی یوسف و محمد رحمہم اللہ تعالی

(سنن الطحاوی ج1 ص165 باب التکبیر للرکوع والتکبیر للسجود والرفع من الرکوع الخ)

امام محمد بن حسن الشیبانی م189ھ:

قال الامام ابو سلیمان الجوزجانی رحمہ اللہ: قلت: أرأیت الرجل اذا صلی ہل یرفع یدیہ فی شیئ من تکبیرۃ الصلوۃ حین یرکع او حین یسجد او حین یرفع راسہ من الرکوع او حین یرفع راسہ من السجود ؟ قال: [الامام محمد بن الحسن الشیبانی] لایرفع یدیہ فی شیئ من ذلک الا فی التکبیرۃ التی یفتتح بہا الصلوۃ ،

(کتاب الاصل المعروف بالمبسوط لامام محمد ج1 ص13 باب افتتاح الصلوۃ ومایصنع الامام، موطا امام محمد ص90،91، سنن الطحاوی ج1 ص165 باب التکبیر للرکوع والتکبیر للسجود والرفع من الرکوع الخ

محمد رضوان عزیز

غیر مقلدین کے دلائل کے جوابات

دلیل نمبر 1:

وَحَدَّثَنَا أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الْحَافِظُ إِمْلاَءً حَدَّثَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ : عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ حَمْدَانَ الْجَلاَّبُ بِهَمَذَانَ حَدَّثَنَا أَبُو حَاتِمٍ : مُحَمَّدُ بْنُ إِدْرِيسَ الرَّازِىُّ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ أَبِى مَرْحُومٍ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ بْنُ حَاتِمٍ عَنْ مُقَاتِلِ بْنِ حَيَّانَ عَنِ الأَصْبَغِ بْنِ نُبَاتَةَ عَنْ عَلِىِّ بْنِ أَبِى طَالِبٍ رَضِىَ اللَّهُ عَنْهُ : قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الآيَةُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- (إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ) قَالَ النَّبِىُّ صلى الله عليه وسلم لِجِبْرِيلَ :« مَا هَذِهِ النَّحِيرَةُ الَّتِى أَمَرَنِى بِهَا رَبِّى عَزَّ وَجَلَّ. قَالَ : إِنَّهَا لَيْسَتْ بِنَحِيرَةٍ ، وَلَكِنَّهُ يَأْمُرُكَ إِذَا تَحَرَّمْتَ لِلصَّلاَةِ أَنْ تَرْفَعَ يَدَيْكَ إِذَا كَبَّرْتَ ، وَإِذَا رَكَعْتَ ، وَإِذَا رَفَعْتَ رَأْسَكَ مِنَ الرُّكُوعِ ، فَإِنَّهَا صَلاَتُنَا وَصَلاَةُ الْمَلاَئِكَةِ الَّذِينَ فِى السَّمَوَاتِ السَّبْعِ.(السنن الکبری للبیہقی ج2 ص76،75 باب رَفْعِ الْیَدَیْنِ عِنْدَ الرُّکُوعِ وَعِنْدَ رَفْعِ الرَّأْسِ مِنْہُ)

جواب نمبر 1:

یہ روایت موضوع ہے، کیونکہ اس کی سند میں ایک راوی "اسرائیل بن حاتم الرازی" **ہے۔ اس پر وضع حدیث کی جرح ہے۔ ان کے متعلق امام ابن حبان نے تصریح کی ہے:**

روی عن مقاتل الموضوعات والاوابد والطامات (میزان الاعتدال ج1 ص229 رقم الترجمہ 977)

اور موضوع روایات کی مثال میں یہی روایت پیش کی ہے۔

امام مطہر بن طاہر المقدسي فرماتے ہیں: لا تقوم بھم حجۃ۔(کتاب معرفۃ التذکرۃ لابن طاھر المقدسي ص50)

دوسرا راوی "اَصْبَغ بْن نُبَاتَة" **ہے، یہ بھی سخت مجروح ہے۔ مثلاً:**

كذاب،ليس بثقة،ليس بشئ،متروك، كان يقول بالرجعة، فتن بحب على، فأتى بالطامات، فاستحق من أجلها الترك.

(میزان الاعتدال ج1 ص285 رقم الترجمہ 1188)

جواب نمبر 2:

محققین نے بھی اسے باطل اور ناقابل اعتبار قرار دیا۔ امام بیہقی نے اس روایت کو بیان کرنے کے بعد فرمایا:

وَقَدْ رُوِىَ هَذَا وَالاِعْتِمَادُ عَلَى مَا مَضَى (السنن الکبری للبیہقی:ج2 ص76)

کہ روایت تو کی ہے لیکن اعتماد اس روایت پر ہے جو پہلے بیان ہو چکی۔

امام ابن حبان اور علامہ ابن الجوزی نے بھی اس روایت کو موضوع اور باطل قرار دیا ہے۔

(کتاب المجروحین لابن حبان ج1 ص200، الموضوعات لابن جوزی ج2 ص24)

دلیل نمبر 2:

عَنْ أَبِي قِلَابَةَ أَنَّهُ رَأَى مَالِكَ بْنَ الْحُوَيْرِثِ إِذَا صَلَّى كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ رَفَعَ يَدَيْهِ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنْ الرُّكُوعِ رَفَعَ يَدَيْهِ وَحَدَّثَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَنَعَ هَكَذَا (صحیح البخاری ج1 ص102 باب رَفْعِ الْیَدَیْنِ إِذَا کَبَّرَ وَإِذَا رَکَعَ وَإِذَا رَفَعَ)

جواب نمبر 1:

حضرت مالک بن الحویرث سے سجدوں کی رفع یدین بھی مروی ہے:

اذا سجد و اذا رفع راسہ من السجود حتی یحاذی بہما فروع اذنیہ

(سنن النسائی ج1 ص165 باب رفع الیدین للسجود، سنن النسائی ج1 ص172 باب رفع الیدین عند الرفع من السجدۃ الاولی، مسند احمد بن حنبل ج3 ص533 رقم الحدیث 15606، 15610، السنن الکبری للنسائی ج1 ص228 باب رفع الیدین للسجود رقم الحدیث 672، 673، 674، مسند ابی عوانہ ج1 ص336، رقم الحدیث 1263، مشکل الآثار للطحاوی ج2 ص29، رقم الحدیث 631، 632، 633)

غیر مقلدین خود اس روایت پر پورا عمل نہیں کرتے اور سجدوں کی رفع یدین چھوڑ دیتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ یہ ان کے ہاں بھی معمول بہا نہیں۔

جواب نمبر2:

حضرت مالک بن الحویرث سن 9ھ میں 20 دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہ کر اپنے وطن چلے گئے۔

(بخاری ج1 ص87، 88، فتح الباری ج2 ص145، ج8 ص138)

مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسلسل رہنے والے صحابہ کرام سیدنا علی، سیدنا ابن مسعود، سیدنا ابن عمر، سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہم وغیرہم نے واضح گواہی دی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم شروع نماز میں تکبیر تحریمہ کی رفع یدین کے علاوہ تمام نماز میں رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ (دلائل احناف میں ان کے حوالہ جات گزر چکے ہیں)

دلیل نمبر3:

عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ وَإِذَا كَبَّرَ لِلرُّكُوعِ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنْ الرُّكُوعِ رَفَعَهُمَا كَذَلِكَ أَيْضًا وَقَالَ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ وَكَانَ لَا يَفْعَلُ ذَلِكَ فِي السُّجُودِ (صحیح البخاری ج1 ص102 باب رَفْعِ الْيَدَيْنِ فِي التَّكْبِيرَةِ الْاُولٰی مَعَ الِافْتِتَاحِ سَوَاءً)

جواب نمبر1:

حضرت عبداللہ بن عمر سے سجدوں کی رفع یدین بھی مروی ہے:

يرفع يديه فى الركوع و السجود۔۔ كان يرفع يديه فى كل خفض ور فع و ركوع و سجود و قيام و قعود بين السجدتين۔۔۔ اذا ركع و اذا سجد۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ج1 ص266 باب من کان یرفع یدیہ اذا افتتح الصلوۃ، مشکل الآثار للطحاوی ج2 ص20 رقم الحدیث 24، جزء رفع الیدین للبخاری ص48 رقم 83، معجم الاوسط للطبرانی ج1 ص83)

غیر مقلدین خود اس روایت پر پورا عمل نہیں کرتے کیونکہ باقی مقامات کی رفع یدین چھوڑ دیتے ہیں۔ تو یہ ان کے ہاں بھی معمول بہا نہیں۔

جواب نمبر2 :

حضرت عبداللہ بن عمر سے ترک رع یدین عند الرکوع والسجود کی حدیث سنداً صحیح موجود ہے (دلائل احناف میں ان کے حوالہ جات گزر چکے ہیں)

معلوم ہوا کہ رفع یدین ترک ہو چکی تھی اسی لیے تو ترک کی احادیث روایت کی ہیں۔

جواب نمبر3:

اس روایت میں رفع یدین کا ثبوت تو ہے لیکن دوام ثابت نہیں، آپ کا مقصد دوام کو ثابت کرنا ہے۔

جواب نمبر4:

یہ حدیث غیر مقلدین کے پورے عمل کی دلیل نہیں۔ اس لیے کہ اس میں یہ باتیں نہیں:

(1): دس مرتبہ کی نفی اور اٹھارہ کا ثبوت

(2): وفات تک کے لفظ

(3):حدیث کی صحت آپ کی دو دلیلوں یعنی قرآن وحدیث سے

(4):جو یہ رفع یدین نہ کرے اس کی نماز نہیں ہوتی

دلیل نمبر4:

حدثنا زهير بن حرب حدثنا عفان حدثنا همام حدثنا محمد بن جحادة حدثني عبد الجبار بن وائل عن علقمة بن وائل ومولى لهم أنهما حدثاه عن أبيه وائل بن حجر أنه: رأى النبي صلى الله عليه وسلم رفع يديه حين دخل في الصلاة كبر وصف همام حيال أذنيه ثم التحف بثوبه ثم وضع يده اليمنى على اليسرى فلما أراد أن يركع أخرج يديه من الثوب ثم رفعهما ثم كبر فركع فلما قال سمع الله لمن حمده رفع يديه فلما سجد سجد بين كفيه۔

(صحیح مسلم ج1ص173باب وضع یدہ الیمنی علی الیسری بعد تکبیرۃ الإحرام، رفع الیدین للبخاری ص30، سنن ابی داود ج1ص112باب رَفْعِ الْيَدَيْنِ)

جواب نمبر1:

حضرت وائل بن حجر سے ہر تکبیر کے ساتھ اور سجدوں کی رفع یدین کا ثبوت بھی صحیح حدیث میں ہے:

و اذا رفع راسه من السجود ایضاً رفع یدیه حتی فرغ من صلوته --- واذا رکع و اذا سجد--- رفع یدیه مع کل تکبیرة

(سنن ابی داود ج1ص112باب رَفْعِ الْيَدَيْنِ، الآحاد والمثانی لابن ابی عاصم ص78،79رقم الحدیث 2619، المعجم الکبیر للطبرانی ج9ص150رقم الحدیث 17529)

غیر مقلدین خود اس روایت پر پورا عمل نہیں کرتے کیونکہ باقی مقامات کی رفع یدین چھوڑ دیتے ہیں۔ تو یہ ان کے ہاں بھی معمول بہا نہیں۔

جواب نمبر2:

حضرت وائل بن حجر جب حجۃ الوداع کے موقع پر تشریف لائے تو واپس جانے سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چند نمازیں پڑھی ہیں ان نمازوں میں یہ وضاحت موجود ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام شروع نماز کی رفع یدین ہی کرتے تھے۔

حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِى شَيْبَةَ حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِىَّ -صلى الله عليه وسلم- حِينَ افْتَتَحَ الصَّلاَةَ رَفَعَ يَدَيْهِ حِيَالَ أُذُنَيْهِ - قَالَ - ثُمَّ أَتَيْتُهُمْ فَرَأَيْتُهُمْ يَرْفَعُونَ أَيْدِيَهُمْ إِلَى صُدُورِهِمْ فِى افْتِتَاحِ الصَّلاَةِ وَعَلَيْهِمْ بَرَانِسُ وَأَكْسِيَةٌ.(سنن ابی داود ج1ص112باب رَفْعِ الْيَدَيْنِ)

جواب نمبر3:

حضرت وائل بن حجر کے وطن واپس جانے کے 80 یا 90دن بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی۔

(رسول اکرم کی نماز از اسماعیل سلفی ص53)

لہٰذا ان تین مہینوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بالیقین رکوع اور سجود کی رفع یدین ترک کر دی تھی جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسلسل رہنے والے صحابہ کرام سیدنا علی، سیدنا ابن مسعود، سیدنا ابن عمر، سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہم وغیر ہم سے بسند صحیح مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم شروع نماز میں تکبیر تحریمہ کی رفع یدین کے علاوہ تمام نماز میں رفع یدین نہیں کرتے تھے۔(دلائل احناف میں ان کے حوالہ جات گزر چکے ہیں)

دلیل نمبر5:

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ الضَّحَّاكُ بْنُ مَخْلَدٍ ح وَحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى وَهَذَا حَدِيثُ أَحْمَدَ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ يَعْنِى ابْنَ جَعْفَرٍ أَخْبَرَنِى مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا حُمَيْدٍ السَّاعِدِىَّ فِى عَشَرَةٍ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم مِنْهُمْ أَبُو قَتَادَةَ قَالَ أَبُو حُمَيْدٍ أَنَا أَعْلَمُكُمْ بِصَلاَةِ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم. قَالُوا فَلِمَ فَوَاللَّهِ مَا كُنْتَ بِأَكْثَرِنَا لَهُ تَبَعًا وَلاَ أَقْدَمِنَا لَهُ صُحْبَةً. قَالَ بَلَى. قَالُوا فَاعْرِضْ. قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلاَةِ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَتَّى يُحَاذِىَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ ثُمَّ يُكَبِّرُ حَتَّى يَقِرَّ كُلُّ عَظْمٍ فِى مَوْضِعِهِ مُعْتَدِلاً ثُمَّ يَقْرَأُ ثُمَّ يُكَبِّرُ فَيَرْفَعُ يَدَيْهِ حَتَّى يُحَاذِىَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ ثُمَّ يَرْكَعُ وَيَضَعُ رَاحَتَيْهِ عَلَى رُكْبَتَيْهِ ثُمَّ يَعْتَدِلُ فَلاَ يَصُبُّ رَأْسَهُ وَلاَ يُقْنِعُ ثُمَّ يَرْفَعُ رَأْسَهُ فَيَقُولُ « سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ ». ثُمَّ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَتَّى

يُحَاذِىَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ مُعْتَدِلاً ثُمَّ يَقُولُ « اللَّهُ أَكْبَرُ ». ثُمَّ يَهْوِى إِلَى الأَرْضِ فَيُجَافِى يَدَيْهِ عَنْ جَنْبَيْهِ ثُمَّ يَرْفَعُ رَأْسَهُ وَيَثْنِى رِجْلَهُ الْيُسْرَى فَيَقْعُدُ عَلَيْهَا وَيَفْتَحُ أَصَابِعَ رِجْلَيْهِ إِذَا سَجَدَ وَيَسْجُدُ ثُمَّ يَقُولُ « اللَّهُ أَكْبَرُ ». وَيَرْفَعُ رَأْسَهُ وَيَثْنِى رِجْلَهُ الْيُسْرَى فَيَقْعُدُ عَلَيْهَا حَتَّى يَرْجِعَ كُلُّ عَظْمٍ إِلَى مَوْضِعِهِ ثُمَّ يَصْنَعُ فِى الأُخْرَى مِثْلَ ذَلِكَ ثُمَّ إِذَا قَامَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى يُحَاذِىَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ كَمَا كَبَّرَ عِنْدَ افْتِتَاحِ الصَّلاَةِ ثُمَّ يَصْنَعُ ذَلِكَ فِى بَقِيَّةِ صَلاَتِهِ حَتَّى إِذَا كَانَتِ السَّجْدَةُ الَّتِى فِيهَا التَّسْلِيمُ أَخَّرَ رِجْلَهُ الْيُسْرَى وَقَعَدَ مُتَوَرِّكًا عَلَى شِقِّهِ الأَيْسَرِ. قَالُوا صَدَقْتَ هَكَذَا كَانَ يُصَلِّى صلى الله عليه وسلم (سنن ابی داود ج1ص113 باب افْتِتَاحِ الصَّلَاةِ.)

جواب نمبر1:

اس کی سند میں ایک راوی عبد الحمید بن جعفر ہے۔ ائمہ نے اس پر کلام کیا ہے:

امام ابو حاتم الرازی: لا يحتج به (میزان الاعتدال للذہبی ج2ص539)

امام ابن حبان: ربما أخطأ (کتاب الثقات لابن حبان ج7ص122)

امام یحیی بن سعید القطان: يضعفه (الضعفاء والمتروكين لابن الجوزي ج2ص84)

امام سفیان الثوری: يضعفه (الضعفاء والمتروكين لابن الجوزي ج2ص84)

علامہ ابن حجر: رمي بالقدر وربما وهم (تقریب التہذیب ص333)

امام نسائی: ليس بالقوي (الضعفاء والمتروكين للنسائی ص211)

امام یحی بن معین: وكان يرى القدر (تهذيب الكمال للمزي ج6ص30)

یہ تقدیر کا منکر بدعتی راوی ہے، اور قدریوں کے متعلق امام مالک بن انس رحمہ اللہ علیہ کا فیصلہ ہے:

لا يصلى خلف القدرية ولا يحمل عنهم الحديث ۔(الکفایہ فی علم الروایہ ص124)

پس روایت ضعیف ہے۔

جواب نمبر2:

ابو حمید الساعدی رضی اللہ عنہ کی روایت صحیح البخاری میں موجود ہے (دلائل اہل السنت احناف میں دلیل نمبر 11 کے تحت موجود ہے)

لیکن اس میں شروع نماز میں رفع الیدین کا تو ذکر ہے بعد والی رفع الیدین کا ذکر نہیں۔ کیونکہ اس میں عبد الحمید بن جعفر موجود نہیں ہے۔ ثابت ہوا کہ یہ تکبیر تحریمہ والا رفع الیدین عبد الحمید بن جعفر کی خطاء کی وجہ سے زائد ہوا ہے، پس نا قابل حجت ہے۔

دلیل نمبر6:

حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْهَاشِمِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْفَضْلِ بْنِ رَبِيعَةَ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الأَعْرَجِ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ - رضى الله عنه - عَنْ رَسُولِ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- أَنَّهُ كَانَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلاَةِ الْمَكْتُوبَةِ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ وَيَصْنَعُ مِثْلَ ذَلِكَ إِذَا قَضَى قِرَاءَتَهُ وَأَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ وَيَصْنَعُهُ إِذَا رَفَعَ مِنَ الرُّكُوعِ وَلاَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِى شَىْءٍ مِنْ صَلاَتِهِ وَهُوَ قَاعِدٌ وَإِذَا قَامَ مِنَ السَّجْدَتَيْنِ رَفَعَ يَدَيْهِ كَذَلِكَ وَكَبَّرَ.۔(سنن ابی داود ج1ص115،116)

جواب نمبر1:

اس روایت کی سند میں ایک راوی "عبد الرحمن بن ابی الزناد" راوی ہے، جو کہ خطاکار، مضطرب الحدیث، ضعیف اور عند الجمہور مجروح ہے۔ ائمہ کی تصریحات:

امام احمد بن جنبل: مضطرب الحديث (الجرح والتعدیل ج5ص252)

امام یحییٰ بن معین: لا یحتج بحدیثہ ، ضعیف.(الجرح والتعدیل ج5 ص252، کتاب المجروحین لابن حبان ج2 ص56)

امام نور الدین الہیثمی: ضعفہ الجمہور (مجمع الزوائد ج4 ص406)

امام ابو حاتم الرازی: یکتب حدیثہ ولا یحتج بہ (الجرح والتعدیل ج5 ص252)

امام النسائی: ضعیف (الضعفاء والمتروکین للنسائی ص207)

امام ابن حبان: کان ممن ینفرد بالمقلوبات عن الاثبات، وکان ذلک من سوء حفظہ وکثرۃ خطئہ (کتاب المجروحین : ج2 ص56)

امام علی بن المدینی: کان عند أصحابنا ضعیفا(تاریخ بغداد ج10 ص228)

امام عبد الرحمن بن المہدی: خطط علی أحادیث عبد الرحمن بن أبي الزناد (تاریخ بغداد ج10 ص228)

امام محمد بن سعد: کان یضعف لروایتہ عن أبیہ (تاریخ بغداد ج10 ص228)

امام صالح بن محمد: قد روی عن أبیہ أشیاء لم یروھا غیرہ (تاریخ بغداد ج10 ص228)

امام زکریا بن یحیی الساجي: فیہ ضعف(تاریخ بغداد ج10 ص228)

علامہ ابن حجر: صدوق، تغیر حفظہ لما قدم بغداد (تقریب لابن حجر)

پس روایت ضعیف ہے۔

نیز حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مرفوع صحیح السند روایت میں صرف تکبیر تحریمہ کی رفع یدین کا ذکر ہے(دلائل احناف میں دلیل نمبر1) معلوم ہوا کہ اس میں رفع یدین کا ذکر کرنا عبد الرحمن بن ابی الزناد کی خطا کی وجہ سے ہے جو نا قابل حجت ہے۔

دلیل نمبر7:

عن أنس أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کان یرفع یدیہ إذا دخل في الصلاۃ وإذا رکع(سنن ابن ماجۃ ج1 ص62)

جواب نمبر1:

اس کی سند میں ایک راوی "حمید الطویل" ہے جو کہ مدلس ہے اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے صیغہ "عن" سے روایت کر رہا ہے۔ علامہ ابن حجر نے اس کو طبقہ ثالثہ میں شمار کیا ہے۔(طبقات المدلسین لابن حجر ص86 رقم الترجمہ 71)

اور مدلس کا عنعنہ غیر مقلدین کے نزدیک صحت حدیث کے منافی ہوتا ہے۔

جواب نمبر2:

یہ روایت مدلس ہونے کے ساتھ ساتھ حضرت انس پر موقوف ہے۔ امام الدار قطنی لکھتے ہیں:

لم یروہ عن حمید مرفوعا غیر عبد الوھاب والصواب من فعل أنس

(سنن الدار قطنی ص290 باب ذکر التکبیر ورفع الیدین عند الافتتاح والرکوع والرفع منہ)

امام طحاوی لکھتے ہیں:

وأما حدیث أنس بن مالک رضي اللہ عنہ فھم یزعمون أنہ خطأ وأنہ لم یرفعہ أحد إلا عبد الوھاب الثقفي خاصۃ والحفاظ یوقفونہ علی أنس رضي اللہ عنہ (سنن الطحاوی ج1 ص باب التکبیر للرکوع والتکبیر للسجود)

جبکہ غیر مقلدین کے نزدیک صحابی کا قول وعمل حجت نہیں ہے:

1: افعال الصحابة رضی اللہ عنہم لا تنتہض للاحتجاج بھا۔ (فتاوی نذیریہ بحوالہ مظالم روپڑی: ص58)

2: صحابہ کا قول حجت نہیں۔ (عرف الجادی: ص101)

3: صحابی کا کردار کوئی دلیل نہیں اگرچہ وہ صحیح طور پر ثابت ہوں۔ (بدور الاہلہ: ج1 ص28)

4: آثار صحابہ سے حجیت قائم نہیں ہوتی۔ (عرف الجادی: ص80)

5: خداوند تعالیٰ نے اپنے بندوں میں سے کسی کو صحابہ کرام کے آثار کا غلام نہیں بنایا ہے۔ (عرف الجادی: ص80)

6: موقوفات صحابہ حجت نہیں۔ (بدور الاہلہ: ص129)

جواب نمبر3:

اس روایت کے دیگر طرق میں "اذا قام بین الرکعتین"، "کل خفض ورفع"، "واذا سجد وفی السجود" کے الفاظ موجود ہیں جن میں دو رکعتوں کے درمیان، ہر اٹھنے اور بیٹھنے کی حالت میں، سجدوں میں جاتے اور سجدوں سے اٹھتے ہوئے رفع الیدین کرنے کا ذکر اور ثبوت موجود ہے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ج1 ص266، مسند ابی یعلی ج6 ص399 رقم 3752، سنن دار قطنی ج1 ص292 رقم 1104، معجم الشیوخ ابن الاعرابی ج2 ص326 رقم 1997، المحلی بالآثار ج3 ص9، الاحادیث المختارہ لمقدسی ص52، 51 رقم 2026، 2025، معجم الاوسط للطبرانی ج1 ص19)

غیر مقلدین ان پر عمل پیرا نہیں ہیں۔ لہذا جب یہ روایت آپ کے ہاں بھی معمول بھا نہیں تو ہمارے لیے حجت کیوں بنا رہے ہیں؟ فما هو جوابكم فهو جوابنا

دلیل نمبر8:

نا محمد بن عصمة ، نا سوار بن عمارة ، نا رُدَيْحُ بْنُ عَطِيَّةَ، عن أبي زرعة بن أبي عبد الجبار بن معج قال رأيت أبا هريرة فقال لأصلين بكم صلاة رسول الله صلى الله عليه وسلم لا أزيد فيها ولا أنقص فأقسم بالله إن كانت لهي صلاته حتى فارق الدنيا قال : فقمت عن يمينه لأنظر كيف يصنع ، فابتدأ فكبر ، ورفع يده ، ثم ركع فكبر ورفع يديه ، ثم سجد ، ثم كبر ، ثم سجد وكبر حتى فرغ من صلاته قال : أقسم بالله إن كانت لهي صلاته حتى فارق الدنيا (معجم الشیوخ لابن الاعرابی ج1 ص131، 130 رقم 144)

جواب نمبر1:

اولاً:۔۔۔ اس کی سند میں ایک راوی "محمد بن عصمۃ" ہے، اس کے حالات معلوم نہیں ہوئے اور نہ ہی اس کی ثقاہت وعدالت ثابت ہے۔ جہالت وجہ ضعف ہے۔ اور بتصریح امام نووی: لا يقبل رواية المجهول (مقدمہ مسلم ص11) مجہول کی روایت حجت نہیں ہے حتی کہ علی زئی صاحب نے خود اس کی تصریح کی ہے: "مجھے اس کے حالات نہیں ملے۔" (نور العینین از زبیر علی زئی ص338)

ثانیاً:۔۔۔ اس میں دوسرا راوی "سوار بن عمارۃ" ہے۔ اسے اگرچہ بعض نے ثقہ کہا ہے لیکن ابن حبان نے فرمایا ہے: ربما خالف۔

(کتاب الثقات لابن حبان ج8 ص302، تہذیب التہذیب ج2 ص454)

ثالثاً:۔۔۔ اس حدیث کی سند میں ایک راوی "رُدَیح بن عطیہ" ہے۔ علامہ ابن حجر فرماتے ہیں: لا يتابع فيما يروى (تہذیب التہذیب ج2 ص161) کہ اس کی کوئی راوی متابعت نہیں کرتا۔

جواب نمبر2:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سندِ صحیح سے مروی ہے کہ آپ شروع والا رفع یدین تو کرتے تھے، باقی ہر اٹھنے بیٹھنے میں تکبیر کو کہتے تھے لیکن رفع یدین مروی نہیں ہے۔ (احناف کے دلائل میں "دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم اور ترکِ رفع یدین" کے تحت دلیل نمبر4)

لہٰذا آپ کی پیش کردہ ضعیف روایت اس صحیح کے سامنے مرجوح ہے۔

دلیل نمبر9:

حدثنا الحميدي ، أنبأنا الوليد بن مسلم ، قال سمعت زيد بن واقد يحدث عن نافع أن ابن عمر ، «كان » إذا رأى رجلا لا يرفع يديه إذا ركع ، وإذا رفع رماه بالحصى (جزء رفع الیدین للبخاری ص10 رقم15)

جواب نمبر1:

غیر مقلدین کے ہاں قول صحابی حجت نہیں ہے۔ (حوالہ جات گزر چکے ہیں)

جواب نمبر2:

اس کی سند میں ولید بن مسلم ہے جو کہ طبقہ رابعہ کا مدلس ہے (طبقات المدلسین لابن حجر ص134 رقم الترجمہ 127)

اور حضرات ائمہ نے ان پر جرح بھی کی ہے: مثلاً:

وكان الوليد كثير الخطاء، اختلطت عليه أحاديث ما سمع وما لم يسمع وكانت له منكرات (تہذیب لابن حجر ج6 ص99،98)

وذكره ابن الجوزى والذہبى فى الضعفاء (الضعفاء والمتروکین لابن الجوزی ج3 ص187، المغنی فی الضعفاء للذہبی ج2 ص501 رقم 6888)

لہٰذا یہ روایت ان وجوہات کی بناء پر ضعیف و متروک ہے، حجت نہیں۔

جواب نمبر3:

اس روایت میں ہر اونچ پنچ کی رفع یدین کا بھی ثبوت ہے اور ظاہر ہے کہ اس میں سجدوں کی رفع یدین بھی ہے۔

(مسند الحمیدی ج2 ص278، 277 رقم 615، سنن دار قطنی ج1 ص292 رقم 1105)

اس پر آپ کا بھی عمل نہیں۔ فما ہو جوابکم فہو جوابنا

دلیل نمبر10:

حدثنا مسدد ، حدثنا عبد الواحد بن زياد ، عن عاصم الأحول قال : رأيت أنس بن مالك رضي الله عنه « إذا افتتح الصلاة كبر ، ورفع يديه ، ويرفع كلما ركع ورفع رأسه من الركوع » (جزء رفع الیدین للبخاری ص43، رقم الحدیث 66)

جواب نمبر1:

غیر مقلدین کے ہاں قول صحابی حجت نہیں ہے۔ (حوالہ جات گزر چکے ہیں)

جواب نمبر2:

اس موقوف روایت میں سند صحیح کے ساتھ سجدوں کی رفع یدین کا ذکر بھی آیا ہے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ج1 ص304 رقم 2 باب فی رفع الیدین بین السجدتین، جزء رفع الیدین ص60 رقم 106)

آپ کا اس پر عمل نہیں ہے۔ ہمارے نزدیک یہ موقوف اثر حدیث مرفوع کے مقابلے میں مرجوح ہے۔

دلیل نمبر11:

رواه البيهقي في سننه من جهة بن عبد الله بن حمدان الرقي ثنا عصمة بن محمد الأنصاري ثنا موسى بن عقبة عن نافع عن ابن عمر أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان إذا افتتح الصلاة رفع يديه، وإذا ركع، وإذا رفع رأسه من الركوع، وكان لا يفعل ذلك في السجود، فما زالت تلك صلاته حتى لقي الله تعالى انتهى. رواه عن أبي عبد الله الحافظ عن جعفر بن محمد بن نصر عن عبد الرحمن بن قريش بن خزيمة الهروي عن عبد الله بن أحمد الدمجي عن الحسن به.

(بحوالہ نصب الرایہ ص483، صلوۃ الرسول ص201، اثبات رفع یدین لخالد گھر جاکھی ص84،86،87)

جواب نمبر1:

اس کی سند میں ایک راوی "امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ" ہیں جو کٹر شافعی مقلد ہیں، اور مقلد آپ کے ہاں مشرک ہوتا ہے۔

دوسرا راوی عبداللہ بن احمد الدمجی ہے یہ مجہول ہے۔

تیسرا راوی حسن بن عبداللہ الرقی یہ بھی مجہول العین ہے۔

کتب اسماء الرجال میں ان کی تعدیل ثابت ہے نہ توثیق اور مجہول راوی کی روایت ناقابل قبول ہوتی ہے۔ ائمہ کی تصریحات:

امام شافعی رحمہ اللہ: لم یکلف اللہ أحدا أن یأخذ دینه عن من لا یعرفه (کتاب القراءۃ خلف الامام للبیہقی ص129)

امام بیہقی: ولسنا نقبل دین اللہ تعالی عمن لا یعرفه أهل العلم بالحدیث بالعدالة(کتاب القراءۃ خلف الامام للبیہقی ص157)

امام نووی : لا یقبل روایة المجهول(شرح مسلم مقدمہ مسلم ص11)

لہذا یہ روایت بوجہ جہالت رواۃ غیر مقبول ہے۔

جواب نمبر2:

اس کی سند میں کئی روی کذابا اور وضاع ہیں۔

1: عبدالرحمن بن قریش بن خزیمہ الہروی:

اس پر ائمہ نے جرح کی ہے:

أبو الفضل أحمد بن علي بن عمرو السليماني: اتهمه السليماني بوضع الحديث.(میزان الاعتدال ج2ص450رقم الترجمہ5348)

في حديثه غرائب وافراد(تاریخ بغداد ج8ص300)

2: عصمہ بن محمد انصاری

ائمہ نے اس پر یہ جرح کی ہے۔

قال ابن سعد: وكان عندهم ضعيفا فی الحديث
قال يحيى ابن معين :كذاب يضع الحديث، كان من اكذب الناس ، كان كذاباً،يروی احاديث كذبا
قال ابوحاتم الرازی :ليس بالقوی ، وقال غيره متروك
قال العقيلی: يحدث بالاباطيل عن الثقات
وقال ابن عدی : كل حديثه غير محفوظ وهو منكر الحديث
قال الدارقطنی وغيره :متروک

(طبقات ابن سعد ج7ص337، میزان الاعتدال ج3ص68، الضعفاء الکبیر للعقیلی ج3ص340، الکامل لابن عدی ج5ص2010، تاریخ بغداد ج10ص210)

لہذا یہ روایت کذابین وضاعین سے مروی ہے جو بالتحقیق موضوع روایت ہے، حجت نہیں ہے۔

جواب نمبر3:

اس روایت کو محققین اور خود غیر مقلدین علماء نے موضوع قرار دیا ہے۔

1: قال الامام محمد بن علی النیموی م1322ھ:رواه البیهقی وهوحديث ضعيف بل موضوع (آثار السنن للنیموی ص118)

2: عطاء اللہ حنیف غیر مقلد:وحديث البيهقی مازالت---ضعيف جداً (تعلیقات سلفیہ حنیف علی النسائی ج1ص104)